عمران سیریز
بلائینڈ مشن
مظہر کلیم ایم اے

الفاظ کا تعلق ہے تو یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ اردو میں وہ تاثر پیدا نہیں کرتا جو تاثر ان الفاظ سے اپنے طور پر پیدا ہوتا ہے اس لئے یہ الفاظ لکھ دیئے جاتے ہیں کیونکہ جو تاثر نانسنس کا ہے بے وقوف یا احمق کا نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک مشوروں کا تعلق ہے تو آپ فکر نہ کریں جو لیا مردوں کی بجائے فرشتوں کے درمیان رہتی ہے۔ جہاں تک ناولوں کا ٹیلی ویژن پر فلمیں بنانے کا تعلق ہے تو جس ساز و سامان کے ساتھ یہاں کے سٹوڈیوز آراستہ ہیں وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے کارناموں پر ایسی ہی فلمیں بنیں گی کہ شاید آپ انہیں دیکھ کر سر پیٹنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس لئے فی الحال جو تاثر آپ کو پڑھنے سے ملتا ہے اسی پر اکتفاء کریں۔ ایک درخواست میری بھی ہے کہ آئندہ علیحدہ علیحدہ خط لکھیں اور وہ بھی ذرا مختصر۔ شکریہ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

جوانا رانا ہاؤس کے وسیع و عریض برآمدے میں ایک کرسی پر خاموش بیٹھا سامنے جہازی سائز کے پھاٹک کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کے پار دیکھ رہا ہو۔ جوزف اس کے قریب سے کئی بار گزرا تھا لیکن جوانا کے ایکشن میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ ایک بار گزرتے ہوئے جوزف نے رک کر کہا۔

"کیا واپس ایکریمیا جانے کے بارے میں سوچ رہے ہو"۔ جوزف نے اس کے قریب رک کر کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو"...... جوانا نے کہا۔ شاید اس نے جوزف کا فقرہ پوری طرح نہ سنا تھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا واپس ایکریمیا جانے کے بارے میں سوچ رہے ہو"...... جوزف نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب میں ایکریمیا میں جا کر کیا کروں گا۔ اب میں وہ جوانا نہیں ہوں جس کی دہشت سے ایکریمیا کے درودیوار کانپتے تھے۔ اب میں اس جوانا کی پرچھائیں بھی نہیں رہا جو انسانوں کی گردنیں اس تیزی سے توڑ دیتا تھا کہ اس قدر تیز رفتاری سے پھانسی کا پھندہ بھی گردنیں نہ توڑ سکتا ہو"...... جوانا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا تو جوزف نے مڑ کر ایک طرف پڑی ہوئی دوسری کرسی اٹھائی اور اسے جوانا کی کرسی کے ساتھ رکھ کر وہ اس پر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب مجھے باس سے درخواست کرنا پڑے گی کہ وہ تمہیں واپس ایکریمیا بھجوا دے۔ وہاں کچھ وقت گزارنے کے بعد تم خود بخود پہلے والی حالت میں آ جاؤ گے ورنہ اب لگتا ہے کہ تم کچھ عرصہ اور یہاں رہے تو کسی روز تمہاری مایوسی سے بھری لاش مجھے اٹھانا پڑے گی"...... جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"مایوسی سے بھری لاش کا کیا مطلب ہوا"...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"افریقہ میں جب کوئی مایوس ہوتا تھا تو قبیلے کا پجاری اسے چیک کرتا تھا اور اگر وہ سمجھتا کہ وہ آدمی مایوسی سے پوری طرح بھر چکا ہے تو وہ اسے لاش قرار دے دیتا تھا اور قبیلے والے اسے ہلاک کر کے کسی گڑھے میں پھینک دیتے تھے۔ اسے مایوسی سے بھری لاش قرار دے دیا جاتا تھا۔ تمہاری حالت بھی اب وہی ہوتی جا رہی ہے۔ تم عنقریب مایوسی سے بھری لاش بن جاؤ گے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کہا۔

"جوزف، سچ بتاؤ کہ کیا تمہیں افریقہ کے جنگل، وہاں کی خوفناک بارشیں، جانوروں کی آوازیں، اپنا قبیلہ کچھ یاد نہیں آتا"...... جوانا نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے سب کچھ یاد ہے جوانا۔ لیکن میں باس کا غلام ہوں اور غلام کے لئے آقا کی خوشنودی دنیا کی تمام خوشیوں سے بڑی خوشی ہوتی ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"غلامی شاید تمہاری روح میں سرایت کر چکی ہے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم شاید میری اس غلامی کو وہ غلامی سمجھ رہے ہو جو ایکریمیا کے سیاہ فاموں کا مقدر تھی۔ سنو جوانا، میں جب غلامی کی بات کرتا ہوں تو میرا مطلب اس غلامی سے نہیں ہوتا"...... جوزف نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر غلامی سے تمہارا کیا مطلب ہوتا ہے"...... جوانا بھی شاید خاموش بیٹھے بیٹھے تھک کر اب مسلسل گفتگو پر آمادہ ہو چکا تھا۔

"سنو، جب تمہیں کوئی پسندیدہ چیز نظر آتی ہے تو کیا تمہارے اندر مسرت کی کوئی لہر نہیں دوڑتی"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں، دوڑتی ہے مگر"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس اسے غلامی کہا جاتا ہے۔ میں باس کا غلام ہوں۔ باس سے ملاقات تو ایک طرف۔ باس کا تصور کرتے ہی میرے اندر مسرت کی

لہریں دوڑ جاتی ہیں اور روح میں جگنو چمکنے لگتے ہیں اور یہی غلامی ہے"۔ جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"دوسرے لفظوں میں تم ماسٹر کے عاشق ہو۔ ماسٹر تمہارا محبوب ہے"...... جوانا نے کہا۔

"عاشقی، محبوبی کو میں نہیں مانتا۔ میں تو آقا اور غلام کا رشتہ جانتا ہوں اور سنو۔ تم بھی باس کی غلامی میں آ جاؤ پھر تمہاری یہ ساری مایوسی خود بخود ختم ہو جائے گی"...... جوزف نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"اور غلامی کیا ہوتی ہے۔ جوانا یہاں بیٹھا مکھیاں مار رہا ہے۔ شراب جو کبھی اس کی زندگی ہوتی تھی وہ بھی اس نے پینا چھوڑ دی ہے۔ اس کی انگلیاں جو ہر وقت گردنیں توڑنے کے لئے کھجلاتی رہتی تھیں اب اس قدر بے بس ہو چکی ہیں کہ جیسے ان میں جان ہی نہ رہی ہو۔ جوانا جو کبھی پارہ تھا اب پتھر بن چکا ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا غلامی ہو سکتی ہے"...... جوانا نے بھی اس بار فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ غلامی نہیں، مایوسی ہے اور تمہیں اس مایوسی سے نکالنا ضروری ہے۔ ورنہ تم واقعی مایوسی سے بھری لاش بن جاؤ گے اور پھر مجبوراً مجھے تمہیں ہلاک کر کے کسی گندے جوہڑ میں پھینکنا پڑے گا۔ میں باس سے بات کرتا ہوں"...... جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"کاش یہ فقرہ تم نے ایکریمیا میں کہا ہوتا تو اب تک تمہاری لاش وجود میں آ چکی ہوتی۔ اب تو جوانا خود لاش بن چکا ہے کہ یہ فقرہ سننے کے باوجود خاموش اور بے حرکت بیٹھا ہوا ہے"...... جوانا نے اونچی آواز میں کہا لیکن جوزف نے یا تو اس کا فقرہ سنا نہیں یا پھر جان بوجھ کر اس نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فون پیس اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور سیدھا جوانا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ لو باس سے بات کرو"...... جوزف نے فون پیس جوانا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو جوانا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون پیس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"جوانا بول رہا ہوں ماسٹر۔ نجانے جوزف نے آپ کو کیا کہہ دیا ہے۔ میں تو بس ویسے ہی خاموش بیٹھا ہوا تھا"...... جوانا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے تو مجھے اتنا کہا ہے کہ تم مایوسی سے بھری لاش بنتے جا رہے ہو اور تمہیں لاش بننے سے بچانے کے لئے کوشش کرنا پڑے گی اور یہ کوشش جوزف کے مطابق یہ ہو سکتی ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ کے لئے ایکریمیا بھجوا دیا جائے"...... دوسری طرف سے عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں ایکریمیا جا کر کیا کروں گا ماسٹر۔ جوزف پر تو فلسفے کا بھوت سوار ہے۔ میں البتہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ مجھے کوئی نہ کوئی کام بہرحال کرنا ہوگا لیکن ایسا کوئی کام میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا"...... جوانا نے

کہا۔

"تمہارا مطلب سٹیک کر جیسے کام سے ہے"...... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نہیں باس۔ یہ معاملہ بھی اب آگے نہیں چل سکتا۔ بیس پچیس غنڈوں اور بدمعاشوں کو ہلاک کرنا اور بس۔ میں تو کوئی ایسا کام چاہتا ہوں جس میں مستقل تحرل ہو۔ کوئی ایسا کام جو میرے جسم میں دوبارہ پارہ بھر دے"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم بے فکر رہو۔ میں آج ہی پارہ سپلائی کرنے والی بڑی فرموں سے رابطہ کرتا ہوں۔ اب ظاہر ہے تمہارے اندر تولہ دو تولہ پارہ تو نہیں بھرا جا سکتا۔ اس کے لیے ٹنوں پارہ چاہیے ہوگا۔ بہرحال میں آرہا ہوں پھر بات ہوگی"...... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوانا نے ساتھ کھڑے جوزف کو فون پیس واپس کر دیا۔

"مبارک ہو۔ تمہارے لیے کام نکل آیا ہے تمہاری مرضی کے مطابق"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ فون پیس وہ لے آیا تھا اس لیے اس نے اس پر لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریس کر دیا تھا۔ اس لیے جو کچھ دوسری طرف سے عمران نے کہا وہ بھی جوزف نے سن لیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ ماسٹر نے تو مذاق کر کے بات ٹال دی ہے"...... جوانا نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"باس بغیر کسی مقصد کے بات نہیں کرتا۔ ٹنوں پارہ کی سپلائی کا مطلب ہے کہ تمہیں اب وہ کسی بڑے کام پر بھجوانے کا فیصلہ کر چکا ہے"...... جوزف نے کہا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ فون پیس لے آیا تھا۔

"بس میں نے یہیں بیٹھے بیٹھے مر جانا ہے۔ یہی بلڈنگ جوانا کی قبر بنے گی"...... جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس پر یقیناً ڈپریشن کا سخت دورہ پڑا ہوا تھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کسی قسم کا کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے عمران کا زیادہ تر وقت مطالعہ میں ہی گزرتا تھا لیکن اس کی اس عادت سے سلیمان بے حد تنگ تھا۔ اسے عمران کو مسلسل چائے سپلائی کرنا پڑتی تھی۔ کیونکہ عمران کا قول تھا کہ چائے کی جب تک کثیر مقدار معدے میں موجود نہ ہو۔ سائنسی تھیوریاں دماغ میں جگہ ہی نہیں بنا سکتیں لیکن سلیمان نے آخرکار اس کا حل بھی نکال لیا تھا۔ اس نے اماں بی سے شکایت کر دی تھی اور اماں بی نے سارے دن میں دو چائے سے زیادہ عمران کو پلانے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔ عمران کی اماں بی ابھی تک اس کلچر میں رہ رہی تھیں جہاں گھروں میں چائے اس وقت بنائی اور پی جاتی تھی جب کسی کو نزلہ زکام یا بخار ہو جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں چائے بطور مشروب

نہیں بلکہ بطور دوا استعمال کی جاتی تھی اور اماں بی کے نزدیک ایک دو چائے سے زیادہ پینا تو صحیحاً خودکشی کے مترادف تھا اور عمران کے پر اگر کسی کے سامنے جلتے تھے تو وہ صرف اس کی اماں بی تھیں۔ اس لئے اس وقت بھی عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اسے چائے پیئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے سلیمان سے جبراً چائے مانگنے کی کوشش کی تو اماں بی خود یہاں پہنچ جائیں گی اور پھر ظاہر ہے چائے تو ایک طرف عمران کو نجانے اور کس کس چیز سے محروم ہونا پڑتا۔ اس لئے وہ خون کے گھونٹ پیتا بیٹھا ہوا تھا۔ ایک بار اس کا دل چاہا کہ وہ اٹھ کر دانش منزل چلا جائے کیونکہ وہاں بلیک زیرو اس کے ساتھ چائے پینے کا منتظر رہتا تھا۔ بلیک زیرو خود تو بہت کم چائے پیتا تھا لیکن عمران کو وہ جلد جلد چائے پلانے کی کوشش کرتا رہتا تھا اور خود بھی ساتھ ساتھ پیتا رہتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے پھر مطالعہ نہیں ہو سکتا تھا اور مطالعہ کی عادت عمران کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ اسے مطالعہ کرنے میں واقعی بیحد مسرت ہوتی تھی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں تعارف کرانا شروع کر دیا تو دوسری طرف جوزف نے اسے جوانا کے بارے میں بتایا تو عمران نے جوانا سے بات کی اور پھر اسے یہ کہہ کر وہ آ رہا ہے اس نے نہ صرف رسیور رکھ دیا بلکہ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے رسالے کو بھی بند کر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ وہ واقعی جوانا کے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

بارے میں سوچنا چاہتا تھا۔
"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب"...... عمران نے اونچی
آواز میں سلیمان کو پکارنا شروع کر دیا۔
"سوری، مزید چائے شام سے پہلے نہیں مل سکتی"...... دور سے
ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔
"میں چائے نہیں بلکہ ایک مشورہ لینا چاہتا ہوں کیونکہ سر سلطان
کے خیال میں تم بہترین مشورہ دینے والے ہو"...... عمران نے اونچی
آواز میں قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو چند لمحوں بعد سلیمان کمرے
میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔
"آپ نے چونکہ عرصے بعد ایک اچھی بات کی ہے اس لئے لیجئے
انعام کے طور پر چائے کا کپ"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ تم خود چائے تیار کر کے بیٹھے پی رہے تھے
ورنہ اتنی جلدی تو تم چائے نہیں بنا سکتے"...... عمران نے آنکھیں
نکالتے ہوئے کہا۔
"بڑی بیگم صاحبہ نے مجھے چائے چکھنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔
اس لئے میں دو چار پیالیاں چکھ لیتا ہوں"...... سلیمان نے بڑے
معصوم سے لہجے میں کہا۔
"ہونہہ، میں یہاں بیٹھا پڑھتا رہتا ہوں اور تم دو چار پیالیاں
صرف چکھتے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"اس میں غصہ کھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ رکشے اور ویگنوں کے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

پیچھے لکھا ہوتا ہے کہ نصیب اپنا اپنا۔ بس اس بات کو یاد رکھا
کریں"...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔
"ارے ارے خوش نصیب صاحب۔ وہ میں نے تم سے ایک
مشورہ لینا ہے۔ تمہیں یاد ہے کہ ایک بار ڈیڈی نے استعفے دے دیا
تھا اور سر سلطان اور صدر صاحب سمیت کسی کی بات نہیں مان رہے
تھے کہ تم نے مشورہ دیا تھا کہ انہیں بتا دیا جائے کہ ان کی جگہ مجھے
یعنی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو دی جا رہی ہے تو
وہ فوراً استعفے واپس لے لیں گے اور ڈیڈی نے واقعی فوری استعفے
واپس لے لیا تھا۔ تب سے سر سلطان تمہارے مشوروں کے بڑے
قائل ہیں انہوں نے تو مجھے کئی بار کہا ہے کہ تم آغا سلیمان پاشا کو
باورچی خانے تک محدود کر کے اس کا ٹیلنٹ ضائع کر رہے ہو۔ اسے تو
ملک کا چیف ایڈوائزر ہونا چاہئے لیکن ظاہر ہے میں کیسے یہ برداشت
کر سکتا تھا کہ تم ملک کے چیف ایڈوائزر بن جاؤ۔ اس لئے میں نے
انہیں کہا کہ سلیمان کو باورچی کی سیٹ جلیلہ پر اماں بی نے تعینات کیا
ہوا ہے۔ اگر سر سلطان میں ہمت ہو تو اماں بی سے پوچھ کر بے شک
اسے اس سیٹ سے ہٹا کر جس مرضی سیٹ پر لگا دیں لیکن ظاہر ہے
سر سلطان سیکرٹری خارجہ اپنی جگہ لیکن انہیں بھی معلوم ہے کہ اماں
بی کے اکلوتے بیٹے کے باورچی کو اس کی سیٹ سے ہٹایا جانا ناممکن
ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئے"...... عمران نے مسلسل بولتے
ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے چیف ایڈوائزر بننے کی۔ ایڈوائزر کی یہاں سنتا کون ہے۔ ہر وزارت، ہر محکمے میں ایڈوائزر ہوتے ہیں لیکن بس بیٹھے ایڈوائز دینے کا انتظار ہی کرتے رہ جاتے ہیں۔ سب کام ان سے بالا ہی بالا ہو جاتا ہے۔ بہرحال آپ کو مشورہ مفت مل سکتا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مشورہ فیس دینے کی کپیسٹی میں ہی نہیں ہیں اور اگر میں نے صرف مشورہ فیس ہی بتادی تو آپ غش کھا کر گر پڑیں گے اور پھر مجھے ہی آپ پر خرچ کرنا پڑے گا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"غش کھا جانے کے بعد خرچہ کیا ہوتا ہے۔ بس تم مجھے پانی پلا دینا اور میں ہوش میں آجاؤں گا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ اور لوگ ہوتے ہیں جو اس قدر شریف ہوتے ہیں کہ پانی سے ہی ہوش میں آجاتے ہیں۔ آپ کو خالص چمڑے کی بو سونگھے بغیر ہوش نہیں آسکتا اور آج کل اول تو خالص چمڑہ ملتا ہی نہیں ہے اور اگر سارے شہر کی جوتوں کی دکانوں پر تلاش کے دوران اگر کہیں سے مل بھی جائے تو پورے دو سال کا بجٹ اس پر خرچ ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوری ہے آپ کو مفت مشورہ ہی دینا پڑے گا"...... سلیمان کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم مجھے خالص چمڑے کا جوتا سونگھا کر ہوش میں لاؤ گے۔ کیوں"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کہا۔

"آپ صحافیوں کی طرح اپنے الفاظ دوسروں کے منہ میں ڈالنے کی کوشش نہ کیا کریں"...... سلیمان نے ترت جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا، اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے کہ تم نے کیا کہا ہے اور اس کے کیا ممکنہ نتائج نکل سکتے ہیں۔ میں یہ مشورہ چاہتا ہوں کہ جوانا کا کیا کیا جائے۔ وہ جس قسم کی زندگی ایکریمیا میں گزار رہا تھا اس کے برعکس وہ یہاں بالکل فارغ ہو چکا ہے۔ یہ ٹھیک ہے اس کے خیالات میں زمین آسمان کا فرق آچکا ہے لیکن بہرحال اس کی بے حرکتی اس کے لئے ڈپریشن کا باعث بن گئی ہے۔ ابھی جوزف نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ وہ بیٹھا خلاؤں میں گھور رہا ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ میں تمہارے لئے کام تلاش کرتا ہوں لیکن مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا کہ اسے ایسا کیا کام دیا جائے"...... عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے واقعی اس کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ اس کا قبلہ سیدھا کرتے کرتے اسے جسمانی طور پر ہی مفلوج کر دیا ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جوزف بھی تو اس کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ کیوں ڈپریس نہیں ہوا"...... عمران نے کہا۔

"جوزف کی بات دوسری ہے۔ اس کی زندگی آپ کی زندگی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ وہ اسی بات میں خوش ہے کہ آپ نے اسے

اپنے پاس رکھا ہوا ہے جبکہ جوانا کی طبیعت مختلف ہے۔ اس کی زندگی حرکت سے بندھی ہوئی ہے۔ نجانے اتنا عرصہ وہ کیسے نکال گیا ہے۔ ورنہ اسے دو چار روز بعد ہی اس حالت میں پہنچ جانا چاہیے تھا"۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مشورہ دو کہ اس کے بارے میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کوئی مستقل حل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"آپ اسے ٹائیگر نمبر دو بنا دیں"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹائیگر نمبر دو۔ کیا مطلب"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس طرح ٹائیگر انڈر ورلڈ میں آزادانہ کام کرتا ہے اور آپ کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتا ہے اسی طرح جوانا کو بھی انڈر ورلڈ میں آزادانہ کام کرنے دیں۔ وہ حرکت میں بھی رہے گا اور آپ کے لئے ٹائیگر سے بھی زیادہ فائدہ مند رہے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن اس کی طبیعت اگر جوش میں آ گئی تو پھر معاملات وہی سنیک کلرز جیسے ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اب اسے عقل آ چکی ہوئی کہ یہ ایکریمیا نہیں پاکیشیا ہے۔ البتہ آپ اسے کہہ دیں کہ وہ چھوٹے موٹے سانپوں کی بجائے اژدہوں کی بو سونگھے اور خاص طور پر غیر ملکی اژدہوں کی۔ جو بحیثیت

مجموعی پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یہ کام زیادہ آسانی سے کر لے گا اور اس کی بے حرکتی اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والا ڈپریشن بھی ختم ہو جائے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"گڈ، تم واقعی اچھے ایڈوائزر ہو۔ چلو آج سے بطور ایڈوائزر تمہیں وظیفہ دیئے جانے کی میں سفارش کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"مجھ سے زیادہ آپ کو وظیفے کی ضرورت ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

عمران کو واقعی اس کا یہ مشورہ پسند آیا تھا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"داور بول رہا ہوں۔ کیا تم فوری میرے پاس آ سکتے ہو لیبارٹری میں"...... دوسری طرف سے سرداور کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے۔ کوئی گڑبڑ ہے لیبارٹری میں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ یہاں سب اوکے ہے۔ میں نے تم سے ایک اہم مشورہ کرنا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"مشورہ، تو پھر میں آغا سلیمان پاشا کو بھجوا دیتا ہوں۔ وہ بہترین مشورہ دینے والا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں نے خواہ مخواہ تمہیں فون کیا"...... دوسری طرف

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

سے رنجیدہ سے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران سمجھ گیا کہ سرداور بے حد پریشان ہیں ورنہ وہ اس کی بات پر اس انداز کا رد عمل ظاہر نہ کرتے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"سرداور۔ میں حاضر ہو رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر لباس تبدیل کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار ریسرچ لیبارٹری کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ جہاں سرداور کام کرتے تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سرداور کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

"آئی ایم سوری سرداور۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ آپ اس قدر پریشان ہوں گے"...... عمران نے سلام دعا کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں واقعی بے حد پریشان ہوں۔ اپنے لئے نہیں اپنے ایک دوست کے لئے"...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دوست کے لئے۔ کس دوست کے لئے۔ پلیز مجھے تفصیل بتائیں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"عمران بیٹے۔ شوگران میں ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر چیانگ۔ وہ میرے ساتھ یونیورسٹی میں بھی پڑھتے رہے ہیں۔ ان سے میری اس قدر دوستی ہے کہ میرے نزدیک وہ مجھے میرے سگے بھائیوں سے بھی

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

زیادہ عزیز ہیں۔ وہ شوگران میں کسی ایسے میزائل پر کام کر رہے ہیں جن کی مدد سے خلا میں تیرتے ہوئے سیٹلائٹ کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور وہ تقریباً کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ ان کی بیوی عرصہ ہوا فوت ہو چکی ہے۔ ان کا ایک بیٹا ہے جس کا نام شوکائی ہے۔ وہ بھی سائنسدان ہے اور شوگران کی نیشنل یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے۔ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی۔ کچھ روز پہلے اسے اغوا کر لیا گیا۔ ڈاکٹر چیانگ کو اطلاع ملی تو وہ بے حد پریشان ہوئے۔ حکومت شوگران نے ڈاکٹر شوکائی کی تلاش شروع کر دی۔ پھر ڈاکٹر چیانگ کو فون پر دھمکی دی گئی۔ فون کرنے والے نے اپنا نام گرمت مین بتایا اور اس نے کہا کہ اس کا تعلق دنیا کے سب سے خطرناک مافیا سانگر سے ہے۔ ان کا بیٹا شوکائی ان کی تحویل میں ہے اور اگر وہ اپنا سیٹلائٹ شکن میزائل فارمولا ان کے حوالے کر دیں اور وہ اسے چیک کرا لیں کہ فارمولا درست ہے تو وہ شوکائی کو رہا کر دیں گے۔ اس کے لئے انہوں نے تین دن کی مہلت دی ہے۔ تین دن بعد اگر ڈاکٹر چیانگ نہ مانا تو وہ شوکائی کا ایک ہاتھ کلائی سے کاٹ کر اس کو بھجوا دیں گے اور اگر پھر بھی تین دن بعد ڈاکٹر چیانگ نہ مانا تو دوسرا ہاتھ اور اس کے تین بعد اس کے جسم کے دوسرے اعضا کاٹ کاٹ کر اس کو بھجوا دیں گے اور اگر پھر بھی ڈاکٹر چیانگ نہ مانا تو وہ اس کی بیٹی کو جو شوگران کی ایک یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے اغوا کر لیں گے۔ انہوں نے فون پر ڈاکٹر چیانگ کی بات بھی شوکائی سے کرائی ہے لیکن ڈاکٹر چیانگ نے ان کا

مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ محب وطن ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انہوں نے شوگران کے بے پناہ اخراجات اس فارمولے پر کرائے ہیں۔ اس لئے اس پر حق صرف شوگران کا ہے اور انہوں نے حکومت شوگران کو اطلاع دے دی لیکن حکومت باوجود کوشش کے اس گریٹ مین یا سانگر مافیا یا اس فون کال کا سراغ نہیں لگا سکی۔ تین دن بعد ڈاکٹر شوکائی کی ایک انگلی کاٹ کر ایک ڈبیہ میں بند کر کے ڈاکٹر چیانگ کو پہنچا دی گئی اور کہا گیا کہ یہ علامت پہلی بار ہے۔ آئندہ کوئی علامت نہیں ہو گی اور مزید تین دن دے دیئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر چیانگ کو ایک سائنسی انجمن پر مشورہ کے لئے میں نے فون کیا تو ڈاکٹر چیانگ نے یہ ساری بات مجھے بتا دی۔ مجھے فوراً تمہارا خیال آ گیا۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ فکر نہ کریں ان کا بیٹا صحیح سلامت برآمد کرا لیا جائے گا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے بعد تمہارے اوپر بھروسہ کرتے ہوئے یہ وعدہ کیا ہے۔ ویسے میرا یہ پرسنل کام ہے۔ تم چاہو تو انکار بھی کر سکتے ہو"...... سر داور نے قدرے گمبھیر لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ڈاکٹر چیانگ فارمولے کی ایک کاپی انہیں دے دیں۔ اس طرح وہ بھی ان کے بیٹے کو رہا کر دیں گے اور اصل فارمولا وہ حکومت شوگران کو دے دیں"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں، وہ میں نے یہ بات کی تھی لیکن ڈاکٹر چیانگ کا کہنا ہے کہ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

فارمولا ان لوگوں کو مل گیا تو وہ اس کا دفاعی نظام تیار کر لیں گے۔ اس طرح سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ وہ اسے بھی ملک سے غداری سمجھتے ہیں"...... سر داور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن مہلت بے حد کم ہے۔ اتنی مہلت میں تو کسی مافیا کے خلاف کام نہیں ہو سکتا۔ کیا کسی طرح ڈاکٹر چیانگ مزید مہلت نہیں لے سکتے"...... عمران نے کہا۔

"کتنی مہلت"...... سر داور نے پوچھا۔

"اگر ایک ماہ کی مہلت مل جائے تو بہتر ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں، اتنی مہلت وہ نہیں دیں گے۔ البتہ میرا خیال ہے کہ اگر ڈاکٹر چیانگ مان جائیں تو ایک ہفتے کی مہلت لی جا سکتی ہے"...... سر داور نے کہا۔

"نہیں ایک ہفتہ نہیں پندرہ دن کہیں۔ پھر وہ ایک ہفتے پر مانیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا تم ایک ہفتے میں ڈاکٹر شوکائی کو برآمد کر لو گے"...... سر داور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"مسئلہ صرف ڈاکٹر شوکائی کی برآمدگی کا نہیں سر داور۔ وہ ڈاکٹر چیانگ کی بیٹی کو اغوا کر لیں گے اور ڈاکٹر شوکائی کو بھی دوبارہ اغوا کیا جا سکتا ہے اور بھی بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس گریٹ مین کا خاتمہ کیا جائے اور اس مافیا کو جس نے یہ ٹاسک دیا

ہے اس کا خاتمہ کیا جائے اور ساتھ ہی ڈاکٹر چیانگ سے کہا جائے کہ وہ جلد از جلد یہ فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر دیں۔ پھر حکومت شوگران خود ہی اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ جہاں تک میرے کام کرنے کا تعلق ہے تو میرا ہمیشہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رہا ہے۔ میں تو اپنی طرف سے کوشش کر سکتا ہوں۔ وہ میں کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی میری مدد کرے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں تمہاری بات ڈاکٹر چیانگ سے کرا دوں"۔ سرداور نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں اطلاع مل جائے گی اور میرا نام بدنام ہے۔ میرا نام سامنے آتے ہی وہ لوگ ہو سکتا ہے کوئی فائنل ایکشن نہ لے لیں۔ البتہ ان کا فون نمبر مجھے دے دیں اور انہیں کہہ دیں کہ وہ کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ مہلت حاصل کر لیں"...... عمران نے کہا تو سرداور نے اسے ڈاکٹر چیانگ کا فون نمبر دے دیا۔

"عمران بیٹے۔ یہ میں تم پر بوجھ ڈال رہا ہوں لیکن نجانے کیوں میرے ذہن میں تمہارا نام آیا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے تم اس میں کامیاب رہو گے۔ اس لئے میں نے ڈاکٹر چیانگ سے وعدہ کر لیا۔ لیکن ان سے میں نے تمہارا نام نہیں لیا۔ صرف اتنا کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جو یہ کام آسانی سے کر لے گا"...... سرداور نے کہا۔

"سرداور، آپ بے فکر رہیں۔ ڈاکٹر چیانگ آپ کے دوست ہیں تو

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

شوگران پاکیشیا کا دوست ہے اور ایسا نہ بھی ہو۔ تب بھی آپ کا حکم میرے لئے ڈیڈی کے حکم سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور آپ بے فکر رہیں۔ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ ہماری مدد کرے گا کیونکہ ہم حق پر ہیں"...... عمران نے کہا تو سرداور نے بھی انتہائی خلوص کے ساتھ انشاء اللہ کہہ دیا۔

"اگر ہو سکے تو ڈاکٹر چیانگ سے معلوم کر لیں کہ انہیں آخری کال کس وقت آئی تھی۔ اگر درست وقت کا پتہ چل جائے تو بڑی آسانی ہو جائے گی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم بیٹھو۔ میں معلوم کر لیتا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

"آپ معلوم کر لیں۔ میں آپ سے فون پر معلوم کر لوں گا"۔ عمران نے کہا اور پھر سلام کر کے وہ ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس جانے کی بجائے تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں میز کے پیچھے کرسی پر ایک لمبے قد، دوہرے جسم اور چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی تھی۔ اس کے سامنے میز پر ایک فائل موجود تھی اور وہ اس فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"یس"...... اس آدمی نے بھاری آواز میں کہا۔

"ایکریمیا سے جان وکٹر کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... اس آدمی نے بدستور بھاری لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ جان وکٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"یس۔ گریٹ مین بول رہا ہوں"...... اس آدمی نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"کیا رزلٹ رہا ڈاکٹر چیانگ کے کیس کا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ مان گیا ہے۔ لیکن اس نے پندرہ دن کی مہلت مانگی ہے تاکہ وہ بکھرے ہوئے فارمولے کو ایڈجسٹ کر کے ہمیں بھجوانے کے لئے تیار کر سکے لیکن میں نے اسے دس روز کی مہلت دی ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ دس روز بعد فارمولا ہمیں مل جائے گا"...... گریٹ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے ایک اور تشویشناک اطلاع ملی ہے"...... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار چونک پڑا۔

"تشویشناک اطلاع۔ کیا مطلب۔ کیسی اطلاع"...... گریٹ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی ڈاکٹر چیانگ کے گرد موجود ہیں تاکہ اس کا رد عمل چیک کیا جا سکے۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ پاکیشیا سے کسی سائنسدان سرداور کا فون آیا تو ڈاکٹر چیانگ نے جو سرداور کا دوست ہے اسے ساری تفصیل بتا دی اور پھر سرداور کے کہنے پر اس نے مہلت طلب کی ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"تو اس میں تشویش کی کیا بات ہے"...... گریٹ مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تشویش کی بات آگے آرہی ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"وہ کیا ہے"...... گریٹ مین نے قدرے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ اطلاع ملنے پر میں نے پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں کو سرداور کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا اور مجھے ابھی جو اطلاع ملی ہے وہی تشویشناک ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"اب بتاؤ بھی ہی کیا بات ہے۔ تم نے تو باقاعدہ سسپنس پیدا کرنا شروع کر دیا ہے"...... گریٹ مین نے کہا۔

"سرداور کے ایک ساتھی سائنسدان سے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا کا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران سرداور سے ان کی لیبارٹری میں آکر ملا ہے اور اس کے جانے کے بعد سرداور نے شوگران میں ڈاکٹر چیانگ سے رابطہ کر کے اسے تسلی دی ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"کیا تسلی دی ہے"...... گریٹ مین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہی تسلی کہ ان کا اور ان کے بیٹے کا کچھ نہیں بگڑے گا"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑ گیا۔ حکومت شوگران بھی تو اس معاملے پر کام کر رہی ہے۔ کرتی رہے۔ سانگر کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے اور سرداور ہمارا کیا بگاڑ لے گا"...... گریٹ مین نے اس بار حقیقتاً غصیلے لہجے میں کہا۔

"گریٹ مین تم میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو کہ میں

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ایکریمیا کی سب سے حساس ایجنسی کا چیف ہوں۔ میرے ایجنٹ بھی شوگران میں کام کرتے ہیں۔ میں چاہتا تو یہ سارا کام اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بھی کرا سکتا تھا۔ تمہیں مشن اس لئے دیا گیا ہے کہ تمہارے اور تمہاری مافیا کے بارے میں شوگران والے کچھ نہیں جانتے۔ ایکریمیا میں تو لازماً ان کے ایجنٹ کام کرتے ہوں گے۔ وہ انہیں اطلاع مہیا کر سکتے تھے لیکن جس شخص کا نام عمران ہے وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ وہ اگر حرکت میں آگیا تو پھر نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہاری مافیا۔ اس لئے اس کا نام سامنے آنے پر مجھے تشویش ہوئی ہے۔ اور سنو اگر میں ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کے سامنے یہ نام لے دوں تو وہ سرے سے ہی اس معاملے سے ہاتھ اٹھا لیں گے۔ میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے"...... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار ہنس پڑا۔

"جان وکٹر، تمہیں معلوم ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور میں اس وقت کہاں موجود ہوں"...... گریٹ مین نے کہا۔

"نہیں، مجھے نہیں معلوم اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے اپنے طور پر کوشش بھی کی تھی کہ فون کال کے ذریعے تمہاری جگہ ٹریس کروں لیکن جدید آلات بھی اس معاملے میں ناکام رہے ہیں"...... جان وکٹر نے جواب دیا تو گریٹ مین فاتحانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"اس بات سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ سانگر کس قدر طاقتور ہے۔ تم فکر مت کرو۔ پوری دنیا مل کر بھی سانگر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

گریٹ مین نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال تم نے محتاط رہنا ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ہم محتاط ہیں"...... گریٹ مین نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ریڈ الرٹ کا حکم دے دو اور جب تک میں نہ کہوں تب تک ریڈ الرٹ رہے گا"...... گریٹ مین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریٹ مین نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل دیکھنے لگ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو
حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی
مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ سرخ ڈائری مجھے دو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا
تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں سے سرخ
جلد والی ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"کیا ہوا ہے عمران صاحب۔ آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں"۔
بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر اسے تفصیل بتا دی۔

"لیکن یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو نہیں ہے"۔ بلیک زیرو
نے کہا۔

"ہاں، یہ میرا ذاتی کیس ہے۔ سرداور نے مجھ پر اعتماد کیا ہے او

"میں انشاء اللہ ان کے اعتماد پر پورا اتروں گا"...... عمران نے ڈائری کھولتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ اکیلے اس پر کام کریں گے۔ آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں"...... بلیک زیرو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہاری یہاں موجودگی ملک و قوم کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ میں جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے جاؤں گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ڈائری کا ایک صفحہ کھولا اور چونک پڑا۔ چند لمحوں تک وہ اسے بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ گارشین کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"فریڈ سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کی ان سے پہلی ملاقات ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پہلی نہیں آخری"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت تھی۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ عمران نے جھنجھلاہٹ میں آخری ملاقات کے الفاظ کہے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ہیں لیکن ان الفاظ کا دوسری طرف جو رد عمل ہوا تھا اس سے بلیک زیرو سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی مخصوص کوڈ ہے۔

"فریڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ، اوہ آپ عمران صاحب۔ میں سوچ رہا تھا کہ آخر کس نے یہ مخصوص کوڈ استعمال کیا ہے۔ اب آپ کی ڈگریاں سن کر مجھے یاد آگیا ہے۔ آپ نے بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا ہے"...... دوسری طرف سے اس بار خاصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اب میری ڈگریاں صرف دوسروں کی یادداشت بحال کرنے کے کام کی رہ گئی ہیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فریڈ بے اختیار ہنس دیا۔

"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ آپ کی ڈگریاں یادداشت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ بہرحال حکم فرمایئے"۔ فریڈ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم پوری دنیا میں کام کرنے والے مافیا سے کسی نہ کسی انداز میں منسلک ہو۔ مجھے ایک مافیا کے بارے میں فوری اور تفصیلی معلومات چاہئیں اور یہ سن لو کہ معلومات حتمی ہونی چاہئیں کیونکہ معاملات انتہائی نازک بھی ہیں اور ٹاپ ایمرجنسی

بھی"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے پہلے تو کبھی اس انداز میں بات نہیں کی۔ آپ بے فکر رہیں۔ فریڈ صرف صاف ستھرا کام کرتا ہے"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک مافیا ہے جس کا نام سانگر ہے۔ اس کا کوئی ہیڈ یا انچارج گریٹ مین ہے۔ مجھے اس کے بارے میں معلومات چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ مجھے معلوم تو ہے لیکن میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ مافیا اس وقت پوری دنیا کے مافیاز میں سب سے زیادہ طاقتور، منظم اور باخبر مافیا ہے اور میں چاہے جتنی بھی احتیاط کر لوں۔ انہیں بہرحال علم ہو جائے گا اور نہ پھر میں رہوں گا نہ میرا کلب، نہ میرے رشتہ دار اور نہ ہی میرے دوست۔ وہ ان معاملات میں ہلاکو خان اور چنگیز خان سے بھی دوگنا ظالم واقع ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے فریڈ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری صاف گوئی بے حد پسند آئی ہے فریڈ اور یہی تمہاری صاف گوئی ہے جو میں پسند کرتا ہوں۔ تم بے شک مجھے تفصیل نہ بتاؤ لیکن صرف اتنا بتا دو کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ویری سوری عمران صاحب۔ میں اس سلسلے میں منہ سے بھاپ بھی نہیں نکال سکتا۔ آئی ایم سوری۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے یہ آدمی تو بے حد خوفزدہ محسوس ہو رہا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سرداور۔ ڈاکٹر چیانگ سے بات ہوئی ہے آپ کی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر چیانگ مجھ سے بات ہونے سے پہلے ہی اپنے طور پر ان لوگوں سے دس روز کی مہلت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے یہ مہلت اس خیال سے لی ہے کہ وہ ان دس دنوں میں دن رات کام کر کے یہ فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کو دے دیں گے۔ اس کے بعد ان کا بیٹا ہلاک ہوتا ہے یا وہ خود، یہ بعد میں دیکھا جائے گا"...... سرداور نے کہا۔

"گڈ، آپ کے دوستوں کو اتنا ہی محب وطن ہونا چاہئے سرداور۔ اسے کہتے ہیں ملک و قوم کے لئے قربانی۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں میں ان دس دنوں میں ان کے بیٹے کو انشاء اللہ اس مافیا کے چنگل سے صحیح

سلامت نکال لاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو میرا دل اور ضمیر دونوں مطمئن ہو جائیں گے۔ کیا کچھ معلوم ہوا ہے ان لوگوں کے بارے میں"...... سرداور نے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کوشش جاری ہے۔ معلوم ہو ہی جائے گا۔ آپ نے ڈاکٹر چیانگ سے گریٹ ہین سے ہونے والی آخری کال کے وقت کے بارے میں معلوم کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... سرداور نے جواب دیا اور پھر وقت بتا دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر سامنے پڑی ہوئی سرخ ڈائری اٹھائی اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔

"میں آپ کے لئے چائے لاتا ہوں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر کے اسے واپس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"تسائی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ موبو سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"یس، موبو [illegible] رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک باریک مگر [illegible] سنائی دی۔

"تمہاری آواز سن کر یوں لگتا ہے جیسے موبو کسی گڑیا کا نام ہو۔ لیکن تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ کسی ہاتھی کا نام موبو رکھ دیا گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موبو نہ گڑیا ہے اور نہ ہاتھی۔ موبو تو شیر ہے شیر"۔ دوسری طرف سے قدرے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"چڑیا گھر کا شیر یا قالین کا شیر"...... عمران نے جواب دیا تو اس بار دوسری طرف سے موبو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا۔ بتائیں کیا حکم ہے"۔ اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ تم نے شوگران میں ایسے جدید ترین آلات نصب کر رکھے ہیں جن کی مدد سے شوگران اور دنیا کے دوسرے ممالک کے درمیان ہونے والی فون کالز نہ صرف مانیٹر کی جاتی ہیں بلکہ ان کے منبع بھی ٹریس کر لئے جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے نہیں بلکہ حکومت شوگران کے ایک خفیہ پراجیکٹ کے تحت ایسا ہوتا ہے لیکن ان میں سے وہ کالیں چیک کی جاتی ہیں جن کے بارے میں حکومت کی طرف سے ہدایات موجود ہوتی ہیں۔ اس پراجیکٹ کا انچارج میرا اپنا آدمی ہے"...... موبو نے کہا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ شوگران کے سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں۔ ڈاکٹر چیانگ کو شوگران کے وقت کے مطابق دس بجے صبح گریٹ مین نامی ایک آدمی کی فون کال آئی ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کال کہاں سے کی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا یہ کام حکومت شوگران کا ہے یا آپ حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں"...... موبو نے پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا اور شوگران میں کس قدر گہرے تعلقات ہیں۔ ڈاکٹر چیانگ کو کوئی پارٹی ایک اہم فارمولے کے سلسلے میں بلیک میل کر رہی ہے۔ حکومت شوگران اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں کر سکی۔ ڈاکٹر چیانگ کے ایک دوست سائنسدان پاکیشیا میں ہیں اور وہ میرے بزرگ ہیں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس پارٹی کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کر دوں تاکہ ڈاکٹر چیانگ کا فارمولا شوگران کے لئے محفوظ رہ سکے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس پارٹی کا کوئی نام پتہ معلوم نہیں ہو سکا"...... موبو نے کہا۔

"اس آدمی جس نے فون کیا ہے نے اپنا نام گریٹ مین بتایا ہے اور اس کا تعلق کسی مافیا سے ہے جس کا نام سانگر بتایا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"یہ تو نئے نام ہیں شاید جعلی رکھے گئے ہیں۔ بہرحال میں آپ کی بات کا مقصد سمجھ گیا ہوں۔ آپ اس علاقے کو ٹریس کر کے وہاں اس پر کام کریں گے۔ ٹھیک ہے آپ دو گھنٹوں بعد مجھے دوبارہ کال کر لیں"...... موبو نے کہا۔

"اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بھی بتا دو اور معاوضہ بھی"...... عمران نے کہا

"نہیں عمران صاحب۔ اگر آپ پاکیشیائی ہو کر شوگران کے لئے کام کر رہے ہیں تو میں برا آدمی سہی لیکن ہوں تو شوگرانی۔ میں کیسے معاوضہ لے سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھا کر لبوں سے لگا لی۔ بلیک زیرو فون کے دوران ہی چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھ کر دوسری پیالی لے کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"عمران صاحب، اگر یہ حکومت کا پراجیکٹ ہے تو وہ آسانی سے اس بارے میں معلوم کر سکتی تھی جس کے بارے میں آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"انہوں نے یقیناً ایسا کیا ہو گا لیکن میرا خیال ہے کہ فون کرنے والے زیادہ جدید آلات استعمال کر رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بڑے بے باکانہ انداز میں بار بار کال کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ کا انہیں ٹریس کرنے کا یہ طریقہ بھی تو کامیاب نہیں

"رہے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو معلوم ہوگا۔ اس کو مزید محنت کر کے آگے بھی تو بڑھایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور بار بار کال دینا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ریڈ شائن کلب میں باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں کسی بھی وقت ایک مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر جا سکتا ہوں۔ اس مشن میں میرے ساتھ تم، جوزف اور جوانا ہوں گے۔ اس لئے تم تیاری کی حالت میں رہنا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کیا یہ کوئی غیر سرکاری مشن ہے باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے ایک طرف رکھ دیا۔

"ٹائیگر واقعی بے حد ذہین ہے۔ ٹیم کے افراد کے نام سنتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ غیر سرکاری مشن ہی ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ تم اور جوانا دونوں نے تیار رہنا ہے۔ تم دونوں اور ٹائیگر نے ایک انتہائی اہم مشن پر میرے ساتھ ملک سے باہر جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ کے حکم کی دیر ہے۔ ہم ہر وقت تیار رہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر مزید کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ پھر دو گھنٹے بعد اس نے ایک بار پھر فون پر موبو سے رابطہ کیا۔

"کچھ معلوم ہوا ہے موبو"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ حکومت شوگران نے بھی ان کالوں کے بارے میں چیکنگ کا حکم دے رکھا تھا لیکن کال کرنے والے شاید ایسے جدید ترین آلات استعمال کر رہے ہیں کہ شوگرانی آلات اس کال کا منبع ٹریس کرنے میں ناکام رہے ہیں"...... موبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس آدمی نے چیکنگ کی ہے کیا اس سے میری براہ راست بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، کیوں نہیں۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا۔ اس کا نام شواجو ہے۔ میں آپ کو اس کا نمبر

بتا دیتا ہوں۔ آپ اسے پندرہ منٹ بعد اس نمبر پر کال کر لیں"۔ موبو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شواجو کا فون نمبر بتا دیا۔

"او کے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میری بات درست ثابت ہوئی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، مجھے بھی پہلے سے احساس تھا کہ ایسا ہی جواب ملے گا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد اس نے رسیور اٹھانے سے پہلے میز پر پڑا ہوا پیڈ اٹھا کر سامنے رکھا اور ساتھ ہی ایک بال پوائنٹ کھول کر رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"شواجو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ موبو نے ابھی میرے بارے میں بات کی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ فرمایئے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ڈاکٹر چیانگ کو آنے والی فارن کال کے سلسلے میں تکنیکی معلومات چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے پہلے بھی جناب موبو کو بتایا ہے کہ ہمیں حکومت کی طرف سے بھی اس کی مکمل چیکنگ کے احکامات ملے ہیں اور ہم نے چیکنگ بھی کی لیکن کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا"...... دوسری طرف

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

سے کہا گیا۔

"کیا یہ سیٹلائٹ کال تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ لیکن یہ نامعلوم سیٹلائٹ تھا۔ اس لئے مزید کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... شواجو نے جواب دیا۔

"آپ کے آلات نے یہ تو چیک کیا ہو گا کہ یہ کال کس سمت سے اور کتنے فاصلے سے ہو رہی ہے اور کس میگا مرکز سے نشر ہو رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، جی ہاں۔ آپ تو اس بارے میں کافی کچھ جانتے ہیں"۔ دوسری طرف سے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ یہ تمام تکنیکی معلومات مجھے بتا دیں جو آپ کے آلات نے نوٹ کی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فائل منگواتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد شواجو کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا۔

"نوٹ کر لیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کرایئے نوٹ"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے شواجو نے رک رک کر باقاعدہ لکھوانا شروع کر دیا اور عمران نے بال پوائنٹ سے پیڈ پر لکھنا شروع کر دیا۔ آخر میں عمران نے چند سوالات

کئے اور پھر شواجو کا شکریہ ادا کر کے اس نے رسیور رکھ دیا۔

"واقعی انتہائی جدید ترین آلات استعمال کئے جا رہے ہیں اور بہر حال کوشش کرنا فرض ہے۔ میں لائبریری پر اس پر کام کرنے جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور پیڈ اٹھا کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جان وکٹر ایکریمیا کی ایک سرکاری لیکن انتہائی خفیہ اور حساس ایجنسی کا چیف تھا۔ یہ ایجنسی براہ راست وزارت دفاع کے تحت تھی اور اسے کوڈ میں بلیک شیڈو کہا جاتا تھا۔ اس ایجنسی کے تحت ایجنٹوں کا جال تقریباً پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کا کام صرف معلومات حاصل کرنا تھا۔ ایسی معلومات جن سے ایکریمیا کے دفاع کو کسی طرح بھی نقصان پہنچ سکے۔ ایسی معلومات کے بارے میں وہ سیکرٹری دفاع سر ڈابنس کو رپورٹ کرتا تھا۔ شوگران میں اس کے ایجنٹوں نے اسے جب ڈاکٹر چیانگ کے فارمولے کے بارے میں بتایا تو وہ چونک پڑا تھا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے زمین سے خلا میں کسی بیلسٹک میزائل کے ذریعے کسی سیٹلائٹ کو تباہ کر دینا انتہائی اہم بات تھی۔ اسے معلوم تھا کہ خلا میں جہاں بے شمار تجارتی اور مواصلاتی سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں وہاں ایکریمیا کے ایسے سیٹلائٹ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

بھی موجود ہیں جو انتہائی خفیہ ہیں اور ان کا کام دفاعی نوعیت کی معلومات حاصل کرنا ہے اور ایسے سیٹلائٹ بھی ہیں جن کی مدد سے ایکریمیا ایسے ممالک کی دفاعی تیاریوں کے بارے میں بھی واقف ہوتا رہتا ہے جو اس کے دشمن تھے۔ کئی بار ایسے خفیہ سیٹلائٹ کی معلومات کی بناء پر ایکریمیا ایسے ممالک پر قبضہ کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایکریمیا کے سائنسدان خود بھی اس ٹائپ کے فارمولے پر کام کر رہے ہیں جن کی مدد سے دوسرے ممالک کے سیٹلائٹ کو خلا میں تباہ کیا جا سکتا ہے لیکن ابھی تک ایکریمیا کے سائنسدانوں کو اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ڈاکٹر چیانگ کے فارمولے کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہ نوے فیصد کامیاب ہو چکا ہے اور اب صرف دس فیصد مزید کامیابی کے بعد حکومت شوگران ایسے بیلسٹک میزائل بھاری تعداد میں تیار کر کے پوری دنیا کے سیٹلائٹس کو آسانی سے نشانہ بنا سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے یہ رپورٹ سر ابنس تک پہنچا دی اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق حکومت ایکریمیا نے اس کا فوری نوٹس لیا اور پھر ایک اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں یہ طے ہوا کہ اس فارمولے کو کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حکومت ایکریمیا از خود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے یہ کام نہیں کرانا چاہتی تھی کیونکہ اس طرح شوگران اور ایکریمیا کے درمیان ایک ختم نہ ہونے والی رسہ کشی شروع ہو جاتی جس سے ایکریمیا کو بھاری نقصان بھی اٹھانا پڑ سکتا تھا۔ اس لئے یہ طے ہوا کہ کسی ایسی

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

پارٹی کو آگے لایا جائے جس کا کوئی تعلق ایکریمیا سے نہ ہو اور وہ اس قدر طاقتور بھی ہو کہ شوگران کے ایجنٹ اس کے خلاف کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ چنانچہ جان وکٹر کے کہنے پر سانگر کو اس ٹاسک کے لئے منتخب کیا گیا۔ سانگر نام کی مافیا کو وجود میں آئے صرف چند سال ہی ہوئے تھے لیکن اس نے اپنی کارکردگی سے پوری دنیا کے منشیات کے سمگلروں پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ اس مافیا کا انچارج گریٹ مین نامی آدمی تھا جو جان وکٹر کا گہرا دوست رہا تھا۔ لیکن اب جان وکٹر خود بھی نہ جانتا تھا کہ اس مافیا کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور گریٹ مین خود کہاں موجود ہوتا ہے۔ اس مافیا نے پوری دنیا کے سمگلروں پر کنٹرول کر رکھا تھا اور اس کی مرضی کے بغیر دنیا بھر میں بھاری تعداد میں منشیات کی سمگلنگ ہو ہی نہ سکتی تھی۔ یہ مافیا خود منشیات سمگلنگ نہ کرتی تھی بلکہ تمام دنیا کی سمگلنگ پارٹیوں اور مافیاز سے حصہ وصول کرتی تھی اور انہیں تحفظ دیتی تھی۔ اور اگر کوئی اس کی مرضی کے خلاف کام کرے تو اسے حقیقتاً نیست و نابود کر دیا جاتا تھا۔ اس مافیا کا سب سے اہم کام انتہائی جدید ترین آلات کا استعمال تھا۔ ایسے آلات کہ کوئی اس مافیا کے ہیڈ کوارٹر تک بھی نہ پہنچ سکتا تھا اور پوری دنیا میں مخبری کرنے والی تنظیموں اور گروپوں کو بھی یہ مافیا مسلسل چیک کرتا رہتا تھا۔ اگر اس کے خلاف کوئی معلومات مہیا کی جاتی تھیں تو اس ایجنسی یا گروپ کا قلع قمع انتہائی بے دردی سے کر دیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ مافیا اور اس کا

ہیڈ کوارٹر خفیہ تھا۔ صرف دو نام لوگ جانتے تھے۔ ایک مافیا کا نام سانگر اور دوسرا اس کے چیف کا نام گریٹ مین اور بس۔

چنانچہ جان وکٹر نے جب اعلیٰ حکومتی میٹنگ میں سانگر کا نام پیش کیا تو تھوڑی سی ردو قدح کے بعد اسے منظور کر لیا گیا اور یہ کام بلیک شیڈو کے ذمے لگایا گیا کہ وہ گریٹ مین کو اس کام کے لئے کہے اور اس سے رابطہ رکھے۔ چنانچہ جان وکٹر نے گریٹ مین سے رابطہ کیا اور پھر بھاری معاوضے اور حکومتی سرپرستی کے وعدوں کی بنا پر گریٹ مین اس کام پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا وہ بھی جان وکٹر نے ہی تجویز کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر براہ راست ڈاکٹر چیانگ پر ہاتھ ڈالا گیا تو شوگران اور اس کے حمایتی ممالک کے ایجنٹ ان کے خلاف حرکت میں آجائیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر چیانگ کو بلیک میل کر کے یہ فارمولا حاصل کرنے کا پلان بنایا گیا۔ ڈاکٹر چیانگ کا ایک بیٹا شوکائی تھا اور ایک بیٹی شوانی تھی۔ شوکائی شوگران کی ایک یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا جبکہ بیٹی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ جان وکٹر جانتا تھا کہ شوگرانی بھی باقی ایشیائیوں کی طرح اکلوتے لڑکے اور لڑکی کے اغوا پر انتہائی شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اس نے اس نے پہلے ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے شوکائی کو اغوا کرنے کا پلان بنایا اور سانگر نے یہ کام انتہائی آسانی سے کر لیا اور اس طرح ڈاکٹر چیانگ کو بلیک میل کیا گیا۔ اب ڈاکٹر چیانگ نے فارمولا ترتیب دینے اور ایڈجسٹ کرنے کے لئے دس روز کی مہلت مانگی تھی اور جان وکٹر

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

مطمئن تھا کہ وہ لازماً اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن پھر اسے ایک ایسی اطلاع ملی جس نے اسے چونکا دیا تھا کہ ڈاکٹر چیانگ کا پاکیشیا میں کوئی دوست سائنسدان سرداور ہے۔ ڈاکٹر چیانگ اور سرداور کے درمیان اس معاملے میں بات ہوئی ہے اور پھر سرداور نے پاکیشیا کے خطرناک ایجنٹ عمران سے بھی ملاقات کی ہے۔ چنانچہ اس نے گریٹ مین کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا لیکن گریٹ مین نے جو رد عمل ظاہر کیا تھا اس سے جان وکٹر سمجھ گیا کہ اسے عمران کے خطرے کا سرے سے ادراک ہی نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ صرف اسے احتیاط کرنے کا ہی کہہ سکتا تھا لیکن اسے مسلسل یہ احساس ہو رہا تھا کہ اگر عمران سانگر کے خلاف حرکت میں آگیا تو وہ لازماً اس کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسے اس بات سے تسلی ہو جاتی تھی کہ آج تک پوری دنیا سانگر کا ہیڈ کوارٹر معلوم نہیں کر سکی تو عمران کو صرف دس دن میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے اور وہ کیسے اسے تباہ کر سکتا ہے۔ لیکن بہرحال یہ احساس بچھو کی طرح اسے مسلسل ڈنک مار رہا تھا۔ اس نے بلیک شیڈو میں آنے سے پہلے ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسیوں میں کام کیا تھا۔ اس لئے وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے بخوبی واقف تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... جان وکٹر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے

کہا۔

"ولنگٹن سے سمتھ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... جان وکٹر نے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سمتھ اسے کوئی خصوصی رپورٹ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ ولنگٹن میں بلیک شیڈو کے ایجنٹوں اور مخبروں کا انچارج سمتھ ہی تھا۔

"ہیلو باس۔ میں سمتھ بول رہا ہوں ولنگٹن سے"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس، کیوں کال کی ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"باس مجھے مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ گارشین کلب کے فریڈ کو پاکیشیا سے علی عمران نے کال کی ہے اور اس سے سانگر اور گریٹ مین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن فریڈ نے اسے صاف جواب دے دیا۔ عمران نے اس سے پوچھنے کی بے حد کوشش کی لیکن فریڈ نے اسے کوئی اشارہ بھی نہیں دیا اور فون بند کر دیا"...... سمتھ نے کہا تو جان وکٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا فریڈ اس بارے میں کچھ جانتا ہے"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

"یس باس۔ اس نے اس عمران سے بھی یہی کہا ہے کہ وہ جانتا ہے لیکن بتا نہیں سکتا۔ ویسے بھی اس کا سپیشل فیلڈ ہی مافیاز کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے آگے فروخت کرنا ہے۔ مافیاز کے لوگ ایک دوسرے کے خلاف معلومات حاصل کرنے کے لئے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

اس کی خدمات حاصل کرتے ہیں"...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس فریڈ کو اغوا کر کے ہر صورت میں اس سے معلوم کرو کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ بعد میں اسے ہلاک کر دینا۔ کیونکہ عمران آسانی سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا یا وہ کوئی دوسرا طریقہ استعمال کرے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جہاں بھی سانگر کا ہیڈ کوارٹر ہو۔ وہاں ہم بھی باہر ایک حفاظتی شیلڈ قائم کر دیں تاکہ اگر عمران وہاں پہنچ بھی جائے تو وہ سانگر تک پہنچنے سے پہلے ہمارے آدمیوں کے ہاتھوں ختم ہو جائے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جیسے ہی یہ معلومات ملیں۔ تم نے مجھے فوراً آگاہ کرنا ہے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور جان وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔

"وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ عمران اس معاملے میں حرکت میں آ گیا ہے۔ اب اس کا راستہ ہمیں روکنا ہو گا۔ سانگر اس قابل نہیں ہے کہ سیکرٹ ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکے۔ یہ لوگ منشیات کے سمگلروں پر تو قابو پا سکتے ہیں تربیت یافتہ خطرناک ایجنٹوں پر نہیں"...... جان وکٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اپنے روٹین کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ کئی گھنٹوں بعد اسے سمتھ کی کال آئی۔

"یس۔ کیا معلوم ہوا ہے سمتھ"...... جان وکٹر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ فریڈ نے بتایا ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر جنوبی ایکریمیا کے قریب ایک بڑے لیکن ویران جزیرے پر ہے۔ یہ جزیرہ خاصا وسیع ہے اور سرکاری طور پر اس جزیرے کا نام پاسافینا ہے۔ لیکن اسے عرف عام میں واجل آئی لینڈ کہا جاتا ہے۔ اس پورے جزیرے پر انتہائی گھنا اور خطرناک جنگل ہے۔ زمین دلدلی ہے کیونکہ یہاں بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ جنگل میں قدیم دور کا ایک قبیلہ رہتا چلا آرہا ہے جس کا نام ڈینا قبیلہ ہے۔ یہ قبیلہ جدید دور سے بہت پیچھے ہے۔ یہ قبائلی انتہائی خونخوار اور خطرناک لوگ ہیں جو اس جزیرے پر کسی اجنبی کا وجود برداشت نہیں کرتے۔ اس جزیرے کے اندر قدرتی طور پر ایک چھوٹی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی کے نیچے سانگر نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے لیکن اس ہیڈ کوارٹر میں صرف جدید ترین آلات نصب ہیں اور گریٹ مین اس ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اپنے نیٹ ورک کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ قبیلہ اس کو دیوتا تسلیم کرتا ہے اور اس کے احکامات پر بے چون وچرا عمل کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر ہے"...... سمتھ نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فریڈ زندہ ہے یا مر چکا ہے"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

"ابھی زندہ ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"اس سے پوچھو کہ وہ اس ہیڈ کوارٹر کا دورہ کر چکا ہے یا نہیں اور کیا یہاں ایسی جگہ ہے جہاں کسی کو اغوا کر کے رکھا جا سکے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے پوچھا ہے اس نے بتایا ہے کہ وہ صرف ایک بار وہاں گیا تھا کیونکہ گریٹ مین اس کا رشتہ دار ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ گریٹ مین اپنے علاوہ اور کسی اجنبی کو اس جزیرے پر نہیں رکھتا۔ اس کے لئے ساتھ ہی ایک دوسرا جزیرہ ہے جو اس جزیرے سے چھوٹا ہے۔ وہاں بھی گھنے جنگلات ہیں۔ اس کے نیچے اڈے بنے ہوئے ہیں اور وہاں سانگر کے انتہائی تربیت یافتہ افراد رہتے ہیں۔ اس دوسرے جزیرے کا نام راتھ آئی لینڈ ہے۔ بظاہر یہ خالی اور ویران جزیرہ ہے"...... سمتھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جنوبی ایکریمیا کے کس علاقے سے ان جزیروں پر پہنچا جا سکتا ہے"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

"باس۔ جنوبی ایکریمیا کی مشہور بندرگاہ لوپاک سے ان جزیروں کا فاصلہ تین سو ناٹ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں جزیروں کے قریب سے کوئی سمندری راستہ نہیں گزرتا۔ اس لئے یہ دونوں جزیرے تقریباً نظر انداز کر دیئے گئے ہیں۔ چارٹرڈ لانچ کے ذریعے وہاں پہنچا جا سکتا ہے اور بس۔ لیکن فریڈ نے بتایا ہے کہ ان جزیروں پر ایسے آلات درختوں پر نصب ہیں کہ کسی بھی لانچ کو تو کیا کسی بڑے جنگی بحری جہاز کو بھی ایک لمحے میں تباہ کیا جا سکتا ہے"۔ سمتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں اس بندرگاہ پر اپنے آدمی رکھنے ہوں گے۔ اوکے"...... جان وکٹر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ بلیک سن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسکاٹ سے بات کراؤ۔ میں جان وکٹر بات کر رہا ہوں"۔ جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری۔ وہ موجود نہیں ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ ریڈ ایرو میں موجود ہو گا۔ وہاں اس سے رابطہ کرا دو"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"اوہ، یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا اور جان وکٹر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ریڈ ایرو مخصوص کوڈ ہے۔ اسکاٹ ایکریمیا کی ایک ایسی ایجنسی کا چیف تھا جس کا تعلق بحریہ سے تھا۔ اس کی ایجنسی سمندروں اور بندرگاہوں پر ایکریمیا کے دشمن ایجنٹوں کا قلع قمع کرنے پر تعینات تھی۔ اس لئے اس ایجنسی کا نام ڈیپ سی تھا۔ اسکاٹ جان وکٹر کا بڑا گہرا دوست تھا اور وہ دونوں اکثر اکٹھے تفریحات کرتے رہتے تھے۔ اسکاٹ بھی اس کی طرح ایکریمیا کی کئی فیلڈ ایجنسیوں میں کام کر چکا تھا اور اب اسے ڈیپ سی کا چیف بنا دیا

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

گیا تھا۔

"اسکاٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد اسکاٹ کی مخصوص نزلہ زدہ سی آواز سنائی دی۔

"جان وکٹر بول رہا ہوں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"اوہ تم، خیریت۔ آفس ٹائم میں کال کی ہے تم نے"۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"سرکاری اور قومی کام تو آفس ٹائم میں ہی کیا جا سکتا ہے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"اچھا۔ بتاؤ ایسا کیا کام ہے جس کے لئے تم پریشان نظر آ رہے ہو"...... اسکاٹ نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران کو جانتے ہو"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں لیکن تمہارا اس سے کیا تعلق بن گیا ہے"...... اسکاٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تعلق بنا تو نہیں لیکن خدشہ ہے کہ بن سکتا ہے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر تمہیں کال کیا ہے"...... جان وکٹر نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو"...... اسکاٹ نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ سانگر مافیا اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ جانتے ہو تم"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میری ایجنسی کا مجرموں یا سمگلروں سے کوئی تعلق

نہیں ہے۔ ہمارا کام صرف بحریہ سے تعلق رکھنے والے دشمن سرکاری ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے"...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

"جنوبی ایکریمیا کی مشہور بندرگاہ لوپاک پر تمہارا نیٹ ورک موجود ہے یا نہیں"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

"ہاں۔ اچھا خاصا نیٹ ورک ہے کیونکہ وہاں بے حد آمد و رفت رہتی ہے۔ تم صرف سوالات ہی کئے جاؤ گے یا تفصیل بھی بتاؤ گے"۔ اسکاٹ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔ اس لئے تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ حکومت ایکریمیا نے شوگران کے ایک سائنسدان سے وفاقی نوعیت کا اہم فارمولا حاصل کرنے کے لئے ایک مجرم تنظیم ساگر کو آگے بڑھایا ہے۔ اس سائنسدان کے نوجوان لڑکے کو اغوا کر کے ساگر نے کہیں قید کر دیا ہے اور اس شوگرانی سائنسدان سے کہا ہے کہ اگر وہ فارمولا دے دے گا تو اس کا بیٹا زندہ سلامت مل جائے گا ورنہ اسے ہلاک کر کے پھر اس سائنسدان کی بیٹی کو اغوا کر لیا جائے گا اور سائنسدان مان گیا ہے اور اس نے دس روز کی مہلت طلب کی ہے تاکہ فارمولے کو سمیٹ کر ایڈجسٹ کر سکے لیکن یہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران اس معاملے میں دلچسپی لے رہا ہے اور اس نے ایک آدمی سے ساگر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس آدمی نے کچھ نہیں بتایا البتہ ہم نے اس

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

آدمی سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ ساگر کا ہیڈ کوارٹر جنوبی ایکریمیا کی بندرگاہ لوپاک سے تین سو ناٹ کے فاصلے پر واقع دو غیر آباد ویران جزیروں پر ہے۔ جن میں سے ایک کا نام داجل ہے اور دوسرے کا نام راقد ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"اس نے جھوٹ بولا ہے۔ میں نے دونوں جزیروں کی چیکنگ کرائی ہوئی ہے۔ ان دونوں جزیروں پر گھنے جنگلات ہیں۔ زمین دلدلی ہے۔ جنگل انتہائی گھنے اور خطرناک ہیں۔ وہاں ایک قدیم دور کا قبیلہ بھی رہتا ہے اور یہی صورت دوسرے جزیرے کی بھی ہے"۔ اسکاٹ نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا لیکن ہمیں بہرحال دس روز کے لئے انتہائی محتاط رہنا ہو گا۔ اول تو اس عمران کو ساگر کے ہیڈ کوارٹر کا سرے سے علم ہو ہی نہیں سکے گا اور اگر ہو بھی جائے تب بھی وہ اس اغوا شدہ نوجوان کو چھڑوانے کے لئے ان جزیروں پر ہی آئے گا اور اس کے لئے اسے لامحالہ لوپاک بندرگاہ سے کوئی لانچ وغیرہ حاصل کرنا ہو گی۔ تم نے صرف دس روز کے لئے وہاں انتہائی سخت نگرانی کرانی ہے۔ اگر عمران یا اس کے ساتھی وہاں آئیں تو تم نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے اور اگر نہ آئیں تو تب بھی تم نے مجھے اطلاع دینی ہے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"کیا وہ اصل چہروں میں آئیں گے"...... اسکاٹ نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ لازماً میک اپ میں ہوں۔ لیکن ان کے ذہن میں یہ

نہیں ہو گا کہ ان کا مقابلہ کسی تربیت یافتہ ایجنسی سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ اس قدر محتاط نہیں ہوں گے جس قدر وہ ہو سکتے ہیں"۔ جان وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں بندرگاہ پر انتہائی رش رہتا ہے۔ تقریباً ساری دنیا کے لوگ یہاں آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہاں دنیا کے خوبصورت ترین جزائر ہیں۔ جہاں سارا سال دنیا بھر سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ اگر تم کسی طرح پاکیشیا میں اس عمران کی نگرانی کراؤ اور ان کی یہاں آمد کے بارے میں پیشگی علم ہو جائے تو پھر آسانی سے سارا کام ہو سکے گا"۔۔۔۔۔۔ اسکاٹ نے کہا۔

"میں کوشش کروں گا کہ ایسا ہو جائے لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا تو تم نے الرٹ رہنا ہے۔ صرف دس یوم کی بات ہے ورنہ ایکریمیا کے مفادات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میں وہاں اپنے تمام آدمیوں کو اس بارے میں ریڈ الرٹ کر دیتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ اسکاٹ نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ کوئی بات ہو تو مجھے فون کر دینا"۔۔۔۔۔۔ جان وکٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جان وکٹر نے بھی اطمینان بھرے انداز میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

عمران جب لائبریری سے واپس آیا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کوئی کامیابی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ یہ کال ایک خفیہ اسرائیلی سیٹلائٹ کے ذریعے کی گئی ہے۔ اسرائیلی حکومت کا سرکاری سیٹلائٹ نہیں ہے بلکہ اسرائیلی یہودیوں کا خفیہ سیٹلائٹ ہے اور شاید اس سانگر کا تعلق بھی یہودیوں سے ہے۔ اس لئے اسے اس سیٹلائٹ سے رابطہ کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے شوگرانی اسے ٹریس نہیں کر سکے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو کیا سانگر کا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ جہاں تک میں نے معلوم کیا ہے یہ کال جنوبی ایکریمیا سے مشرق کی طرف تین سو ناٹ کے فاصلے سے کی گئی ہے اور وہاں ایک ویران جزیرہ ہے جس کا اصل نام تو کچھ اور ہے البتہ اسے واجل آئی لینڈ کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جزیرہ انتہائی دلدلی، گھنے اور خطرناک جنگلات پر مبنی ہے اور اس جزیرے پر قدیم دور سے ایک قبیلہ جو ابھی تک نیم وحشی ہے اور جسے ڈینا کہا جاتا ہے، رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا اس سے چھوٹا مگر غیر آباد جزیرہ ہے جسے راتھ آئی لینڈ کہتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"لیکن ان جزیروں پر اس سانگر کا ہیڈ کوارٹر کیسے ہو سکتا ہے۔ دلدلی زمین میں تو انڈر گراؤنڈ عمارتیں بھی نہیں بن سکتیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی تو صرف حساب کتاب کی بات ہے۔ اب پہلے تصدیق کرنا پڑے گی"....... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"....... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"فریڈ سے بات کرتے ہیں۔ اس کے سامنے جب ان جزیروں کی بات ہوگی تو اس کا رد عمل بتا دے گا کہ اندازہ درست ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"نگار شین کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ فریڈ سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"سوری سر۔ باس فریڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ آپ ان کے بیٹے بروک سے بات کر لیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"ہیلو، میں بروک بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ فریڈ میرا گہرا دوست تھا۔ مجھے یہ سن کر بے حد افسوس ہوا ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"آپ کا شکریہ جناب"....... دوسری طرف سے قدرے غمزدہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہوا کیا ہے۔ کوئی لڑائی وغیرہ ہوئی ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ڈیڈی کو جبراً ان کے آفس سے اغوا کیا گیا اور پھر ان کی لاش ایک ہائی وے پر پڑی ملی ہے۔ ان پر انتہائی بہیمانہ انداز میں تشدد کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے تشدد کرنے والے ڈیڈی سے کوئی معلومات زبردستی حاصل کرنا چاہتے تھے"....... بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے کہ وہ کس ٹائپ کی معلومات لینا چاہتے تھے"....... عمران نے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس میں ایک سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کے آدمی شامل تھے لیکن ظاہر ہے ہم تو کسی سرکاری ایجنسی سے نہیں لڑ سکتے۔ اس لئے خاموش ہو گئے ہیں"۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ بہرحال مجھے فریڈ کی موت پر انتہائی افسوس ہوا ہے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں نے فریڈ کو جو فون کال کی تھی وہ ٹریس ہو گئی ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے تو معلومات سانگر کے بارے میں پوچھی تھی۔ سانگر کا اس بلیک شیڈو سے کیا تعلق"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے سانگر کو آگے کیا گیا ہے۔ اس کے پیچھے اصل ایجنسی بلیک شیڈو ہی ہے کیونکہ بلیک شیڈو دفاعی معاملات کے لئے کام کرتی ہے اور اس فارمولے کا تعلق بھی دفاع سے ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر براہ راست بلیک شیڈو بھی تو کام کر سکتی تھی"۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایکریمیا شوگران کے مقابلے پر براہ راست نہ آنا چاہتا ہو گا۔ بہرحال اس بات کی بھی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ تم وہ سرخ ڈائری مجھے دو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی نچلی دراز سے سرخ جلد والی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اسے کھولا اور

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

پھر اس کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک ایک صفحے کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مارشل کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارشل سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ مارشل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے کہا۔

"یس۔ فرمایئے کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک مافیا ہے جس کا نام سانگر ہے اور اس کے چیف کا نام گریٹ مین ہے۔ کیا تم جانتے ہو اس بارے میں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن صرف اتنا کہ وہ اس وقت پوری دنیا کی منشیات سمگلنگ پر چھایا ہوا ہے۔ پوری دنیا کے ایسے تمام مافیاز جو منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہیں اس کے تحت آ چکے ہیں لیکن وہ خود یہ کام نہیں

کرتا۔ صرف حصہ وصول کرتا ہے اور بس"...... مارشل نے جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سوری۔ آج تک باوجود کوشش کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔ صرف اس کا نام چلتا ہے اور بس"...... مارشل نے جواب دیا۔

"ایکریمین ایجنسی بلیک شیڈو میں تمہارا کوئی آدمی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے"...... مارشل نے جواب دیا۔

"معاوضہ اپنی مرضی سے لینا لیکن کام میری مرضی کا کرو"۔ عمران نے کہا۔

"کام بتاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم معاوضہ دینے میں انتہائی فراخ دل ہو"...... مارشل نے کہا۔

"شوگران کے ایک سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کو سانگر کا چیف گریٹ مین بلیک میل کر رہا ہے تاکہ اس سے انتہائی اہم سائنسی فارمولا حاصل کر سکے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی پشت پر بلیک شیڈو ہے کیونکہ سانگر کا سائنسی فارمولوں سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ میں اس کی تصدیق چاہتا ہوں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالرز معاوضہ ہو گا"...... مارشل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دو"...... عمران

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی جو حسب دستور سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے لکھ لی۔

"ایک گھنٹے بعد فون کرنا"...... مارشل نے کہا۔

"کیا ایک گھنٹے میں کام ہو جائے گا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کام تو شاید دس منٹ میں ہو جائے۔ میں نے تو احتیاطاً ایک گھنٹہ کہا ہے۔ بلیک شیڈو کے چیف جان وکٹر کی پرسنل سیکرٹری میری ایجنٹ ہے"...... مارشل نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کو ایک لاکھ ڈالرز بھجوا دوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ونگٹن میں ایجنٹ سے کہہ دو۔ وہ بھجوا دے گا کیونکہ اس اکاؤنٹ میں رقم سرکاری نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کے پاس جتنا وقت کم ہے آپ اتنا ہی زیادہ وقت لے رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے فارن ایجنٹ کو فون کر کے اسے بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا کر ایک لاکھ ڈالرز فوری ٹرانسفر کرنے کے احکامات دے کر رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو میں ٹارگٹ کی حتمی تصدیق چاہتا ہوں ورنہ وہاں جا کر بعد میں اگر معلوم ہوا کہ ٹارگٹ درست نہیں ہے تو پھر ہمارے پاس مزید وقت نہیں ہو گا"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد اس نے دوبارہ مارشل سے رابطہ کیا۔

"معاوضہ پہنچ گیا ہے مارشل" ...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے مجھے بینک کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے۔ شکریہ" ...... مارشل نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" ...... عمران نے پوچھا۔

"تمہارا خیال درست ہے عمران۔ سانگر کو یہ کام جان وکٹر نے ہی سرکاری طور پر دلایا ہے اور شوگرانی سائنسدان کا بیٹا بھی سانگر کے قبضے میں ہے۔ لیکن کہاں ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہیں ہے"۔ مارشل نے جواب دیا۔

"اور کوئی بات" ...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں، ایک اور بات بھی بتائی گئی ہے۔ جان وکٹر نے ولنگٹن کے کسی فریڈ پر تشدد کر کے اس سے سانگر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ تفصیل کا تو علم نہیں ہو سکا البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ جنوبی ایکریمیا کی مشہور بندرگاہ لوپاک سے تین سو ناٹ کے فاصلے پر دو غیر آباد جزیرے ہیں۔ وہیں کہیں سانگر مافیا کا ہیڈ کوارٹر ہے اور جان وکٹر نے ایک اور ایجنسی ٹمپ سی کے چیف اسکاٹ کو کہہ کر لوپاک بندرگاہ پر انتہائی سخت نگرانی کرانا شروع کر دی ہے۔ ٹمپ سی کے ایجنٹ وہاں کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

اسکاٹ کے کہنے پر جان وکٹر نے پاکیشیائی دارالحکومت میں بھی کسی کو تمہاری نگرانی پر لگا دیا ہے تاکہ تمہارے بارے میں وہ اسے اطلاعات دیتا رہے" ...... مارشل نے کہا۔

"گڈ شو مارشل۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں ایکریمیا آیا تو تم سے براہ راست ملاقات کر کے بھی تمہارا شکریہ ادا کروں گا"۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ تم نے بھی تو دل کھول کر معاوضہ دیا ہے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہر حال اپنا خیال رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ جان وکٹر تک یہ اطلاع پہنچا دی جائے اور پھر تم بھی فریڈ کی طرح ہلاک ہو جاؤ" ...... عمران نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں ان معاملات میں بے حد محتاط رہتا ہوں" ...... مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ گڈ بائی" ...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مارشل نے سکرین پر چھائی ہوئی ساری دھند صاف کر دی ہے" ...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فریڈ نے تو آپ کو کچھ بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر اسے کیوں ہلاک کیا گیا ہے" ...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا یہ فقرہ کہ وہ جانتا ہے لیکن بتائے گا نہیں۔ اس کے لئے ہلاکت کا باعث بن گیا۔ یقیناً جان وکٹر کو بھی اس کا علم نہیں ہو گا۔

اس لئے اس نے فریڈ پر تشدد کر کے اس سے معلوم کر لیا اور اسی بنا پر اس نے ڈیپ سی ایجنسی کو لوپاک بندرگاہ پر ہماری چیکنگ کے لئے لگا دیا۔ وہ تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے تربیت یافتہ انداز میں سوچے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ان جزیروں کے بارے میں آپ کو معلومات نہیں ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جوزف اور جوانا میرے ساتھ ہیں۔ پھر ٹائیگر بھی ہے۔ پوری جنگل کی ہی ٹیم ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

گریٹ مین اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا اپنے روٹین کے کاموں میں مصروف تھا۔ اس کا یہ آفس راتھ جزیرے میں انڈر گراؤنڈ بنا ہوا تھا۔ یہ خاصا بڑا ایریا تھا جس میں اس کے ساتھ اس کے دس افراد بھی رہتے تھے۔ جن میں چار خوبصورت عورتیں بھی تھیں۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ہر جگہ انتہائی جدید ترین آلات نصب تھے جن کی وجہ سے جزیرے کے چاروں طرف دور دور تک مسلسل اور چوبیس گھنٹے چیکنگ ہوتی رہتی تھی۔ ویسے چونکہ یہ سمندری راستہ نہ تھا اس لئے کبھی کبھی کوئی بھولا بھٹکا جہاز اس طرف آ نکلتا تھا تو اسے اندر سے ہی خصوصی مشینری کے ذریعے چیک کر لیا جاتا اور اگر کوئی خطرہ ہوتا تو لیزر بم کے ایک ہی فائر سے بڑے سے بڑا جہاز راکھ ہو جاتا تھا۔ راتھ جزیرہ چھوٹا تھا اور اس کے قریب دوسرا بڑا جزیرہ داجل تھا۔ داجل کے درمیان میں ایک پہاڑی کے نیچے بھی چند خفیہ کمرے بنے ہوئے تھے۔ لیکن ان

کروں میں کوئی رہتا نہ تھا بلکہ وہاں بھی انتہائی جدید ترین آلات نصب تھے جن کی مانیٹرنگ مشینری بھی اس جزیرے راتھ پر تھی۔ یہاں ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام مشینری کا انچارج رابرٹ تھا البتہ ہیڈ کوارٹر میں اس کا نائب فریڈرک تھا اور جب گریٹ مین راتھ جزیرے سے بیرونی دنیا جانا چاہتا تو اس کے پاس ہیڈ کوارٹر کے اندر ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس سے وہ بندرگاہ لوپاک میں واقع اپنی شاندار حویلی میں پہنچ جاتا اور پھر وہاں سے جہاں چاہتا تھا نکل جاتا تھا لیکن اس حویلی کی حد تک وہ گریٹ مین تھا۔ حویلی کے باہر اس کا نام بدل جاتا تھا۔ اس کا نام جارج باکرڈ تھا۔ وہ اپنے آپ کو جنوبی ایکریمیا کا لارڈ کہلواتا تھا۔ چونکہ دولت کی اسے کمی نہ تھی۔ جارج باکرڈ کے نام سے پوری دنیا کے بڑے بڑے بینکوں میں بھاری رقومات مسلسل جمع ہوتی رہتی تھی۔ اس لئے اسے دولت کی پرواہ نہ تھی۔ اس نے اب تک شادی نہ کی تھی کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے شادی ایک پابندی ہے اور کسی قسم کی پابندی وہ برداشت ہی نہ کر سکتا تھا۔

داجل جزیرے پر موجود نیم وحشی قبیلے کا سردار تاگوئی اس کا ماتحت تھا اور اس نے اس جزیرے کی حفاظت کی تمام ذمہ داری سردار تاگوئی پر ڈال رکھی تھی۔ ویسے بھی اس جزیرے میں ایسی کوئی بات نہ تھی کہ ادھر کوئی آتا لیکن اگر کوئی شامت کا مارا آ بھی نکلتا تو سردار تاگوئی اور اس کا قبیلہ اسے ہلاک کر دیتا تھا اور پھر اس کی لاش اس وقت تک درخت پر لٹکی رہتی جب تک پرندے اور درندے اسے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

چٹ نہ کر جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے سردار تاگوئی کو باقاعدہ فائرنگ آلات کی ٹریننگ دلوائی تھی اور جنگل میں اس نے ایسے خفیہ آلات بھی نصب کر رکھے تھے کہ اگر سردار تاگوئی چاہتا تو ان آلات کی مدد سے بھی پوری فوج کو ہلاک کر دیتا۔ اس لئے وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔ ویسے اس نے شوگرانی سائنسدان کے جوان بیٹے کو یہاں اپنے ہیڈ کوارٹر میں نہ رکھا تھا کیونکہ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بے حد حساس تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا بھر میں چند لوگ ہی تھے جنہیں اس ہیڈ کوارٹر کا علم تھا اور انہیں بھی صرف اتنا علم تھا کہ ہیڈ کوارٹر داجل جزیرے پر ہے حالانکہ وہ داجل کی بجائے راتھ جزیرے پر تھا۔ اس لئے ایک لحاظ سے بیرونی دنیا کو اصل ہیڈ کوارٹر کا سرے سے علم ہی نہ تھا۔ وہ بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... گریٹ مین نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"جان وکٹر کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... گریٹ مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ جان وکٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جان وکٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس، گریٹ مین بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات"...... گریٹ مین نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں

کرتے ہوئے کہا ورنہ حقیقت یہ تھی کہ اسے جان وکٹر کے بار بار کال کرنے پر اب بے طرح غصہ آنے لگ گیا تھا۔

"تمہارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اس پاکیشیائی عمران کو علم ہو گیا ہے اور اب وہ لازماً تمہارے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرے گا۔ لیکن میں نے لوپاک بندرگاہ پر ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی کو الرٹ کر دیا ہے۔ وہ انہیں وہیں ختم کر دیں گے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ حد درجہ خطرناک، مکار، عیار اور شاطر ہیں اس لئے تمہیں ہر طرح سے محتاط رہنا چاہئے"...... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم مجھے بار بار اس طرح فون کرتے ہو جیسے میں دودھ پیتا بچہ ہوں۔ جسے چند پاکیشیائی آکر بہلا پھسلا کر اٹھا کر لے جائیں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ یہاں اگر پوری فوج بھی آجائے تب بھی میرا بال بیکا نہیں ہو سکتا اور دوسری بات یہ کہ شوگرانی سائنسدان کا بیٹا یہاں میرے پاس نہیں ہے اور نہ ہی میں اسے یہاں رکھ سکتا تھا لیکن وہ جہاں بھی ہے ہر طرح سے محفوظ ہے اور تیسری بات یہ کہ میرے ہیڈ کوارٹر کا کوئی تعلق لوپاک بندرگاہ سے نہیں ہے اور آخری بات یہ کہ اب اس وقت تک مجھے فون نہ کرنا جب تک کہ اس سائنسدان کا فارمولا تم تک نہ پہنچ جائے"...... گریٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ یہ سمجھتا ہے کہ میں احمق ہوں۔ نادان ہوں، بچہ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ہوں"...... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت اس نے چونک کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"رابرٹ، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کچھ افراد شاید داجل یا رالقہ پر آئیں۔ تم نے دونوں جزیروں کی طرف سے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ اگر یہ لوگ داجل جائیں تو انہیں جانے دینا اور سردار تاگوئی کو حکم دے دینا کہ انہیں عبرت ناک موت مار دے اور اگر ان کا رخ رالقہ کی طرف ہو تو انہیں سمندر میں ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دینا"۔ گریٹ مین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہوگی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریٹ مین نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

لوپاک بندرگاہ سے ملحقہ بڑے شہر گولڈ کوئین کے ایک ہوٹل میں عمران اپنے ساتھیوں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے بذریعہ بحری جہاز پہلے کافرستان گئے تھے اور پھر کافرستان سے انہوں نے براہ راست جنوبی ایکریمیا کے دارالحکومت کی فلائیٹ لی تھی۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنی اصل صورتوں میں ہی تھے۔ دارالحکومت سے وہ گولڈ کوئین پہنچے اور پھر یہاں ایک ہوٹل میں انہوں نے کمرے حاصل کر لئے۔ عمران کے سامنے ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ اس نقشے پر کافی دیر سے جھکا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ماسٹر، آپ تو اس طرح چھپتے پھر رہے ہیں جیسے دشمن آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہوں"...... اچانک جوانا نے کہا تو عمران سمیت سب

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

چونک پڑے۔

"تم اپنی بات میں معمولی سی تبدیلی کر لو تو تمہاری بات درست ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسی تبدیلی ماسٹر"...... جوانا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی کہ ہم اس لئے چھپتے پھر رہے ہیں کہ دشمن ہمارے پیچھے نہ لگ سکیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، اس طرح چھپنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کھل کر سامنے آئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون آپ کے مقابل آتا ہے"۔ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس چھپتے نہیں پھر رہے۔ کوئی ایسا راستہ ٹریس کر رہے جس کے ذریعے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے شکار تک پہنچ سکیں کیونکہ باس کے پاس وقت کم ہے"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے جوانا کو جواب دیا۔

"باس۔ لوپاک میں لازماً ایسے لوگ موجود ہوں گے جو ان جزیروں کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہوں گے"...... خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور دوسری بات یہ کہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ڈاکٹر چیانگ کا بیٹا ڈاکٹر شوکائی ان جزیروں پر نہیں رکھا گیا ہوگا اور پھر لوپاک میں ہماری چیکنگ ہو رہی ہے۔ لامحالہ ہم نے جیسے ہی کوئی لانچ ان جزیروں پر

جانے کے لئے بک کی یہ لوگ چونک پڑیں گے کیونکہ ان جزیروں پر کوئی نہیں آتا جاتا"...... عمران نے کہا۔

"ہم کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو وہاں پہنچ سکتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں پہنچ تو سکتے ہیں۔ لیکن جو تنظیم اس قدر جدید آلات مواصلات کے سلسلے میں استعمال کر رہی ہے کہ شوگران جیسی حکومت بھی ان جدید آلات کو چیک نہیں کر سکتی۔ اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے لامحالہ انتہائی جدید ترین آلات نصب کر رکھے ہوں گے۔ اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو فضا میں یا جزیرے پر اترتے ہی نشانہ بنا دیا جائے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے اجازت دیں باس۔ میں لوپاک جا کر وہاں سے ضروری معلومات حاصل کر لیتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں، ہم نے اکٹھے وہاں جانا ہے۔ مجھے ایک کال کا انتظار ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پھیلا ہوا نقشہ سمیٹ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس، مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"لوپاک سے مسٹر ولسن کی آپ کے لئے کال ہے"...... دوسری

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ولسن بول رہا ہوں لوپاک سے"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر ولسن۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔ عمران نے اسی ایکریمین لہجے میں کہا۔

"مسٹر مائیکل، ڈیپ سی کا آفس یہاں موجود نہیں ہے البتہ لوپاک میں ایک کلب ہے جسے ریڈ ڈراگون کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر چیف ماسٹر کہلاتا ہے۔ وہ لوپاک میں ڈیپ سی کا انچارج ہے۔ ویسے عام حالات میں وہ لوپاک کا معروف گینگسٹر ہے اور ریڈ ڈراگون بھی لوپاک کا بدنام ترین کلب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن ڈیپ سی تو سرکاری ایجنسی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہی بات تو پردے کا کام کرتی ہے۔ کسی کو تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ چیف ماسٹر ڈیپ سی کا انچارج ہو سکتا ہے۔ پھر یہ لوگ چونکہ بذات خود بدمعاش ہیں اس لئے ان کے رابطے بھی تمام بدمعاشوں سے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ زیادہ آسانی سے اپنا سرکاری کام اس آڑ میں کر لیتے ہیں"...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہمیں اس چیف ماسٹر کو کور کرنا ہوگا تاکہ اس سے ڈیپ سی کے آدمیوں کو اپنی نگرانی سے ہٹایا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"یہ کام آپ میرے سپرد کر دیں ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"میں جوزف اور تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ جبکہ ٹائیگر اس دوران وہاں ایسے کسی آدمی کو ٹریس کرے گا جس سے داجل اور راتھ جزیروں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں سے ہر گھنٹے بعد شٹل فلائٹ لوپاک جاتی ہے۔ تم ہوٹل چھوڑ کر پہلی فلائٹ سے چلے جاؤ۔ ہم اگلی فلائٹ پر وہاں پہنچیں گے۔ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے۔ اس سے رابطہ ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ماسٹر، آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم بھی پہلی فلائٹ سے جا کر اس چیف ماسٹر نمٹ لیتے ہیں۔ آپ اطمینان سے وہاں آ جائیں"...... جوانا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم ہاتھ پیروں کو حرکت دینے کے لئے بے چین ہو رہے ہو لیکن یہ عام مشن نہیں ہے۔ انتہائی اہم اور نازک

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

مشن ہے۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا ہے۔ تم دونوں اپنے کمروں میں جاؤ اور کچھ دیر آرام کرو"...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جوزف بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے لوپاک کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریڈ ڈراگون کے چیف منیجر کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریڈ ڈراگون"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لارڈ البرٹ بول رہا ہوں ولنگٹن سے۔ چیف ماسٹر سے بات کراؤ"...... عمران نے لہجہ بدل کر قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"چیف ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک سخت اور سرد آواز سنائی دی۔

"ولنگٹن سے لارڈ البرٹ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ لوپاک پہنچ رہے ہیں اور آپ کو ان کی چیکنگ پر بطور انچارج ڈمپ سی لگایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کی اطلاع درست ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے اگر آپ چاہیں تو لوپاک میں بلیک ایجنسی کے انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ آپ کی مدد کریں"...... عمران نے کہا۔

"سوری لارڈ۔ ہمیں یہاں کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے واجل جزیرے پر جانا ہے اور ہم نے بندرگاہ کے اردگرد باقاعدہ ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اس لئے یہ لوگ کسی صورت بچ کر نہیں جاسکتے"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال آپ محتاط رہیں"...... عمران نے کہا اور پھر

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ریسیور رکھ دیا۔ وہ دراصل ولسن کی اس اطلاع کو کنفرم کرنا چاہتا تھا اور اب وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ ولسن کی اطلاع درست ہے اور یہ بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں نے چیکنگ کا کیا طریقہ اپنا رکھا ہے۔ اب وہ آسانی سے انہیں کور کر سکتا تھا۔ ویسے اول تو اسے یقین نہ تھا کہ چیف ماسٹر لارڈ البرٹ کی کال کی تصدیق کرائے گا لیکن اگر ایسا ہوا بھی سہی تب بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ لارڈ البرٹ واقعی ان دنوں بلیک ایجنسی کا چیف تھا۔

ٹائیگر لوپاک بندرگاہ پر ایک ہوٹل ریڈ روز میں داخل ہوا۔یہاں ماہی گیروں کی بھرمار تھی۔یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ ہوٹل بندرگاہ پر کام کرنے والے ماہی گیروں کا پسندیدہ ہوٹل ہے۔ہال کافی بڑا تھا اور وہاں ہر طرف مرد اور عورتیں بھری ہوئی تھیں۔ سستی شراب کی تیز بو اور سستے نشہ جسے یہاں مارجوفین کہا جاتا تھا کے غلیظ دھوئیں نے پورے ہال کو گھیر رکھا تھا۔ٹائیگر کچھ دیر تک کھڑا ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔یہ بوڑھا اپنی میز پر اکیلا بیٹھا تھا اور مارجوفین پینے میں مصروف تھا اور سستی شراب کی دو خالی بوتلیں اور ایک بھری ہوئی بوتل اس کے سامنے موجود تھی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں"......ٹائیگر نے کہا تو بوڑھا چونک پڑا۔

"ہاں بیٹھو۔اجنبی دکھائی دیتے ہو"......بوڑھے نے کہا۔

"ہاں، میں ونگٹن سے آیا ہوں"......ٹائیگر نے کہا اور بوڑھے کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کسی خاص چکر میں ہو"......بوڑھے نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔خاص ہی سمجھ لو۔میری پارٹی واجل اور راقہ جزیروں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور میں نے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں"......ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ گڈ۔ویری گڈ۔مجھے تو واقعی اس کی بے حد ضرورت تھی"......بوڑھے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نوٹ کو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔

"سنو، دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہاری یہ بوڑھی ہڈیاں آسانی سے توڑی جا سکتی ہیں"......ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"ایسا نہیں ہوگا ینگ مین۔اولڈ سمتھ نے دنیا دیکھی ہے۔وہ جانتا ہے کہ جو لوگ بھاری رقوم دیتے ہیں وہ اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں تو وہاں کبھی نہیں گیا البتہ میں تمہیں ایک ایسے آدمی کی ٹپ دے سکتا ہوں جو وہاں نہ صرف جاتا رہتا ہے بلکہ وہاں کے سردار کا خاص مہمان بن کر رہتا ہے۔اب چونکہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے۔ اس لئے اب وہ صرف اپنے کمرے تک ہی محدود رہتا ہے اور جس طرح تجھے رقم کی ضرورت ہے اسی طرح اسے بھی بھاری رقم کی ضرورت

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"انہیں حکومت سے خریدنے کے لئے بات چیت کر سکیں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر بوڑھے فرانک کے لرزتے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"اوہ، اوہ یہ کیا ہے۔ یہ تو بڑی رقم ہے"...... بوڑھے فرانک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا کانپتا ہوا ہاتھ پہلے سے زیادہ زور سے ہلنے لگ گیا تھا۔

"یہ کم ہیں۔ اتنے ہی اور ملیں گے۔ اگر آپ مجھے جزیروں کے بارے میں تفصیل بتا دیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں گذشتہ چند سالوں سے وہاں نہیں گیا البتہ پہلے کے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا سکتا ہوں"...... فرانک نے کہا۔ اس نے نوٹ جیب میں ڈال لئے تھے اور اس کی آنکھوں میں اب تیز چمک آ گئی تھی۔

"آپ وہی کچھ بتا دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو فرانک نے جزیرے کے لوپاک بندرگاہ سے فاصلے سے لے کر وہاں کے بارے میں تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ وہاں ایک نیم وحشی قبیلہ رہتا ہے۔ جس کا نام پاساڈینا ہے۔ یہ اس معنی میں نیم وحشی ہے کہ جدید دور کا کوئی انداز انہوں نے نہیں اپنایا۔ بس وہ آدم خور نہیں ہے لیکن وہ کسی اجنبی کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرتے۔ اسے فوری ہلاک کر دیتے ہیں اور اس کی لاش درخت سے باندھ دیتے ہیں"۔ فرانک نے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"ان کی تعداد کتنی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ پانچ سو سے زائد ہیں۔ ان میں آدھی عورتیں ہیں"۔ بوڑھے فرانک نے جواب دیا۔

"کیا وہ لباس پہنتے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں، وہ لباس بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جدید اسلحہ بھی ہے لیکن بس اسلحے کی حد تک۔ ورنہ ان کا رہنا سہنا اور انداز سب قدیم دور کا ہے"...... فرانک نے جواب دیا۔

"آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ وہاں چھ سال تک رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں، میں اپنی جان کے خوف سے وہاں گیا تو ان کا بوڑھا سردار ان دنوں بیمار تھا۔ میں نے بھی اپنی زندگی میں جڑی بوٹیوں سے علاج کا تجربہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اس بوڑھے سردار کا علاج کرنے کا کہہ دیا اور پھر وہیں کی جڑی بوٹیوں سے میں نے اس کا علاج کیا اور میری خوش قسمتی کہ وہ سردار صحت یاب ہو گیا جس پر اس نے مجھے اپنا بھائی قرار دے دیا اور اب قبیلے کے افراد مجھے ہلاک نہ کر سکتے تھے۔ میں وہاں چھ سال تک ان کا مہمان بن کر رہا"...... فرانک نے جواب دیا۔

"کیا اب بھی وہ سردار آپ کا بھائی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں، وہ بوڑھا سردار اس وقت فوت ہو گیا تھا جب میں واپس آ رہا تھا۔ اب اس کا بیٹا تاگوئی سردار ہو گا اور وہ انتہائی سخت مزاج اور ظالم آدمی ہے"...... فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسلحہ انہیں کس نے دیا ہے"....... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے سردار سے پوچھا تھا تو اس نے بتایا کہ دو اجنبی ایک لانچ میں وہاں آئے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارے دو آدمی اس اسلحے سے ہلاک کر دیئے۔ ہم خوفزدہ ہو گئے۔ پھر ہم نے انہیں امان دے دی۔ انہیں اپنا بھائی بنا لیا۔ انہوں نے ہمیں اس اسلحے کو چلانا سکھایا اور نشانہ بازی کی مشق کرائی۔ ان کے پاس لانچ میں بہت سا اسلحہ تھا۔ وہ اسلحہ انہوں نے ہمیں دے دیا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ تب سے ہم یہ اسلحہ چلاتے ہیں لیکن اس وقت جب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔ ورنہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں پڑتی"۔ فرانک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے وہاں کسی مافیا نے قبضہ کر رکھا ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے تو نہیں سنا۔ ہو سکتا ہے کر لیا ہو۔ لیکن اس جزیرے پر گھنا اور انتہائی خطرناک جنگل ہے اور وہاں کا سارا علاقہ دلدلی ہے۔ خوفناک چھوٹی بڑی دلدلیں ہر جگہ موجود ہیں اور ان پر جھاڑیاں ہیں۔ اس لئے پتہ بھی نہیں چلتا اور انسان دلدل میں گر کر غرق ہو جاتا ہے۔ صرف پاساؤینا قبیلے کے لوگ ان سے واقف ہیں۔ بارشیں بھی وہاں بے پناہ ہوتی ہیں البتہ جزیرے کے درمیان ایک قدرتی پہاڑی ہے اور شمال مغربی طرف ہموار میدان ہے۔ جس میں قبیلے والوں نے جھونپڑیاں بنائی ہوئی ہیں"....... فرانک نے کہا اور پھر ٹائیگر نے بہت

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

سے سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی تمام تفصیل معلوم کر لی تو اس نے دو اور بڑے نوٹ نکال کر بوڑھے کے ہاتھ میں دیئے اور اس کا شکریہ ادا کر کے وہ اٹھ کر مڑا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا جیسے ہی نیچے ہال میں پہنچا۔ اچانک وہاں کاؤنٹر کے قریب کھڑے دو لمبے تڑنگے آدمیوں نے چونک کر اسے دیکھا اور وہ اس کے پیچھے گیٹ کی طرف چل پڑے۔ ان دونوں کے ہاتھ ان کی جیبوں میں تھے۔

"ایک لمحے میں گولی مار دیں گے۔ سامنے سیاہ کار میں بیٹھو"۔ ان دونوں نے ٹائیگر کے دائیں بائیں آتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کہاں لے جانا چاہتے ہو مجھے"....... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ ورنہ"....... ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا کار کے اندر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی پہلے سے موجود تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"چلو اب تو کچھ بتاؤ کہ کون ہو تم اور کہاں لے جا رہے ہو مجھے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔ منزل پر پہنچ کر تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا"....... ان میں سے ایک نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر

اس طرح سر ہلا کر خاموش ہو گیا جیسے بچے استاد کا کہا مان لیتے ہیں۔ ویسے وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق لازماً ڈپ سی سے ہی ہو گا۔ انہیں کسی طرح یہ اطلاع مل گئی ہو گی کہ وہ دابجل جزیرے کے بارے میں پوچھتا پھر رہا ہے لیکن جس طرح وہ اسے دیکھ کر چونکے تھے اور فوری اس کے پیچھے آئے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں باقاعدہ اس کا حلیہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کا گارینز ہوٹل پہنچنا بتا رہا تھا کہ یہ کام ریڈ روز ہوٹل میں موجود اولڈ سمتھ کا ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اگر اولڈ سمتھ نے بتایا ہوتا تو وہ فوری بتا دیتا۔ اس نے اتنی دیر کیوں لگائی کہ اس دوران وہ نہ صرف فرانک سے مل بھی لیا بلکہ اس کے ساتھ وہ کافی دیر تک رہا بھی۔ یہ سب خیالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے کہ کار یکلخت ایک جھٹکے سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر عمارت پر لگے ہوئے ریڈ ڈراگون کلب کا بورڈ پڑھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ کار کو عمارت کی بائیں طرف لے جا کر روک دیا گیا اور پھر وہ دونوں ٹائیگر کو ساتھ لے کر ایک برآمدے سے ہوتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو اور مسلح افراد بھی موجود تھے۔ انہوں نے وہاں ٹائیگر کی بڑی تفصیلی تلاشی لی اور اس کی جیب میں موجود زیرو فائیو ٹرانسمیٹر اور مشین پسٹل نکال لیا۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو"...... ان میں سے ایک نے کہا تو ٹائیگر کو سامنے دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بٹھا دیا

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

گیا اور جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد فولادی کڑے لگ گئے۔

"اس کا خیال رکھنا۔ میں ابھی آ رہا ہوں"...... اس آدمی نے جس نے اسے کرسی پر بٹھانے کا کہا تھا، کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے ہی ایک اور آدمی بھی باہر چلا گیا اور اب کمرے میں صرف دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو اسے ہوٹل سے لے آیا تھا اور دوسرا وہ جو پہلے سے وہاں موجود تھا۔ ٹائیگر نے کرسی کے راڈز نمودار ہوتے ہی سمجھ لیا تھا کہ کرسی سادہ انداز کی ہے اور اس کے راڈز کھولنے کے لئے عقبی طرف بٹن ہے۔ کرسی پر جب بھی وزن پڑتا تو راڈز نمودار ہو جاتے تھے اور پھر بٹن پریس کر کے انہیں کھولا جا سکتا تھا۔ اس نے اپنی ٹانگ کو اس انداز میں موڑا کہ جیسے ٹانگ تھک گئی ہو اور وہ اسے حرکت دے رہا ہو۔ دوسری ٹانگ کو اس نے ساتھ ہی موڑ دیا تھا تاکہ سامنے موجود دونوں افراد کو شک نہ پڑے اور چند لمحوں بعد جب اس نے کرسی کے عقب پائے میں موجود بٹن کو چیک کر لیا تو اس نے ٹانگ کو واپس سامنے کی طرف کر دیا۔ اب وہ جب چاہتا، چند سیکنڈز میں ٹانگ موڑ کر راڈز کھول سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا سخت چہرے والا آدمی اندر داخل ہوا تو وہاں موجود سب افراد یکلخت الرٹ ہو گئے اور پھر ایک آدمی نے جلدی سے ایک کرسی اٹھا کر اس کے پیچھے رکھ دی اور آنے والا بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر

سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ریڈ ڈراگون کا چیف ماسٹر ہے یا اس کا کوئی اسسٹنٹ ہے۔

"تم پاکیشیائی ہو"...... آنے والے نے کرخت اور قدرے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں ایکریمین ہوں۔ میں تمہیں کس طرف سے پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا میک اپ واش کرو تاکہ اس کی اکڑ ختم ہو"...... اس آدمی نے اپنے آدمی سے کہا۔

"باس، آپ حکم دیں۔ یہ ابھی چند لمحوں میں اصل بات بک دے گا"...... ایک آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور میں اسے فوری طور پر ضائع نہیں کرنا چاہتا"...... باس نے سخت لہجے میں کہا تو وہی آدمی جس نے بات کی تھی تیزی سے مڑا اور کمرے کے کونے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود ایک جدید میک اپ واشر نکالا اور الماری کی سائیڈ پر موجود ایک ٹرالی پر رکھ کر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا ٹائیگر کے قریب لے آیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس نے سپیشل میک اپ کیا ہوا ہے اس لئے یہ واشر اس کا میک اپ کسی صورت واش نہ کر سکے گا۔ اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب واشر ہٹایا گیا تو سامنے موجود افراد کے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کر ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا سپیشل میک اپ واش نہیں ہوا۔

"تو تم واقعی ایکریمین ہو"...... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں، میرا نام مارشل ہے اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں"۔ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے اولڈ سمتھ سے فرانک کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور اسے بھاری رقم دی تھی"...... باس نے کہا۔

"ہاں، کیا سمتھ نے تمہیں اس بارے میں اطلاع دی ہے"۔ ٹائیگر نے اپنے ذہن میں ابھر آنے والے خدشے کے تحت پوچھا۔

"نہیں، اس کے پاس بھاری دولت ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن اس نے بڑا بھاری جوا کھیلا تو اس سے اس دولت کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے تمہارے بارے میں بتایا۔ جس پر ہم سمجھ گئے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں لانے کے لئے آدمی بھیجے گئے"...... اس بار باس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"پاکیشیائیوں سے تمہیں کیا خطرہ ہے"...... ٹائیگر نے اپنے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم داجل جزیرے کے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے ہو"...... باس نے کہا۔

"میرا تعلق بلیک ہارڈ سینڈیکیٹ سے ہے۔ بلیک ہارڈ یہ دونوں جزیرے حکومت سے خریدنا چاہتی ہے۔ اس لئے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے

تاکہ میں معلوم کروں کہ ان جزیروں کی کیا پوزیشن ہے اور یہ ان کے کام کے ہیں یا نہیں۔ میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا جو وہاں رہا ہو۔ تاکہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کر کے خود جزیروں پر جاؤں اور پھر سینڈیکیٹ کو تفصیلی رپورٹ دوں"۔ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، پھر تو تم پر غلط ہاتھ ڈالا گیا ہے۔ تم ہمارے کام کے آدمی نہیں ہو اور تمہیں ہم زندہ بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے تمہیں بہرحال مرنا ہوگا"...... باس نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ رک جاؤ۔ میری بات سنو"...... ٹائیگر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ تیزی سے مڑ کر کرسی کے عقبی پائے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"سوری مسٹر مارشل۔ البتہ تمہیں پانچ منٹ دے رہا ہوں۔ تم مرنے سے پہلے جو عبادت کرنا چاہو کر لو اور یہ بھی اس لئے کہ تم بے گناہ مارے جا رہے ہو"...... اس باس نے گردن موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی مہربانی کر رہے ہو تو اپنا نام بھی بتا دو تاکہ میں مرنے سے پہلے تمہارا شکریہ ادا کر سکوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا نام مارکوئیس ہے"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"میرے جانے کے پانچ منٹ بعد اسے گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دینا"...... مارکوئیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی آنے والے دو افراد بھی چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف وہی دو آدمی رہ گئے تھے جو ٹائیگر کے یہاں آنے سے پہلے موجود تھے۔

"کیا یہ مارکوئیس چیف ماسٹر ہے"...... ٹائیگر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"تم کیسے جانتے ہو چیف ماسٹر کو"...... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا تعلق سینڈیکیٹ سے ہے۔ کیا تم بھول گئے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔ بہرحال مارکوئیس چیف ماسٹر کا نمبر ٹو ہے۔ چیف ماسٹر تو صرف احکامات دیتا ہے۔ اصل کام مارکوئیس ہی کرتا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا وہ بھی یہاں ریڈ ڈراگون میں بیٹھتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں، اس کا آفس الگ ہے اور اب خاموش ہو جاؤ اور جس کام کے لئے باس نے تمہیں مہلت دی ہے وہ کر لو"...... اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا کیا نام ہے اور اپنے ساتھی کا نام بھی بتا دو"...... ٹائیگر نے

کہا۔

"خاموش رہو"...... اس آدمی نے اس بار جھڑکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔

"بس تین منٹ باقی رہ گئے ہیں"...... اس آدمی نے سر اٹھا کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ میرا خیال تھا کہ دو منٹ رہ گئے ہوں گے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سامنے کھڑے وہ دونوں اس طرح حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس آدمی کی سمجھ نہ آ رہی ہو۔ جو یقینی موت کے سامنے اس انداز میں بات کر رہا تھا اور اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا اور ابھی ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے کہ یکلخت کھنک کی آواز کسی بم کے دھماکے کی طرح گونجی اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس آواز کے بارے میں کچھ سمجھتے۔ ٹائیگر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ان کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی بے اختیار چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں چونکہ ساتھ ساتھ کھڑے تھے اس لئے ٹائیگر کے دونوں ہاتھوں نے ان کے سینوں پر زوردار ضربیں لگا کر انہیں پشت کے بل اچھال دیا تھا جبکہ ٹائیگر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے ٹائیگر نے ایک زوردار جمپ لگایا اور کونے کی میز پر پڑے ہوئے اپنے مشین پسٹل کو اس نے جھپٹ لیا۔ اسی لمحے اس نے یکلخت چھلانگ لگائی اور گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں پلک جھپکنے سے پہلے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ٹائیگر موجود تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے جیب سے مشین پسٹل نہ صرف نکال لیا تھا بلکہ ٹائیگر پر فائر بھی کھول دیا تھا لیکن ٹائیگر تو پارہ بنا ہوا تھا۔ اس لئے نہ صرف وہ بچ گیا بلکہ اس نے دوسری جگہ قدم ٹکرانے سے پہلے ہی جوابی فائر کھول دیا اور دوسرا آدمی جو نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل نظر آنے لگا تھا۔ گولیاں کھا کر چیختا ہوا پہلے آدمی پر گرا جو ایک بار پھر ہاتھ گھما کر ٹائیگر پر فائر کرنا چاہتا تھا لیکن دوسرے آدمی کے اچانک گرنے سے اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ذرا فاصلے پر جا گرا۔ یہ سب کچھ واقعی پلک جھپکنے کے عرصے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ پہلے آدمی نے تڑپ کر اپنے اوپر گرنے والے دوسرے آدمی کو ایک طرف اچھالا ہی تھا کہ ٹائیگر کے مشین پسٹل سے ایک بار پھر فائر ہوا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا پہلا آدمی چیختا ہوا نیچے گرا۔ گولیاں اس کے سینے پر پڑی تھیں اور پھر چند لمحے بری طرح تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جبکہ دوسرا آدمی پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لئے اس نے بے دریغ فائرنگ کر دی تھی۔ ویسے اسے ایک بار تو یہ سوچ کر ہی جھرجھری سی آ گئی تھی کہ وہ بھی فائرنگ کی زد میں آنے سے بس بال بال ہی بچا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا اپنا زیرو فائیو ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے لئے یہاں سے نکلنا مسئلہ

تھا۔ اس کی اصل کوشش تو یہی تھی کہ ان میں سے ایک آدمی کو زندہ رکھ کر وہ کرسی پر جکڑ کر اس سے اس جگہ کے بارے میں معلوم کرے جہاں مار کوئیس بیٹھتا تھا کیونکہ اسے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ چیف ماسٹر کی بجائے اگر مار کوئیس کو فوری طور پر کور کر لیا جائے تو ڈبپ سی کے آدمیوں کو زیادہ موثر طور پر پاکیشیائیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے روکا جا سکتا تھا۔ لیکن یہاں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ اسے فوری دونوں کا خاتمہ کرنا پڑا۔ ورنہ اس کی اپنی زندگی کو بھی یقینی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ باہر جانا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا کیونکہ اسے جب یہاں لایا گیا تھا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور یہ انتہائی شارٹ کٹ تھا۔ وہ دراصل فوری طور پر مار کوئیس کو کور کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال یہاں سے باہر جا کر ہی وہ کچھ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے مشین پسٹل اور زیرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے سے ملحقہ دوسرا کمرہ خالی تھا۔ اس کا دروازہ کھول کر وہ باہر برآمدے میں آ گیا اور پھر برآمدے سے وہ ریڈ ڈراگون کلب کی عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اس دوران اس سے کوئی آدمی بھی نہ ٹکرایا تھا۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر پہنچ گیا۔ اس نے خالی ٹیکسی روکی اور اسے مین مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین مارکیٹ پہنچ چکا تھا۔ وہاں سے اس نے اپنے ناپ کا نیا لباس خریدا اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اس نے میک اپ ریڈی میڈ باکس بھی خرید

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

لیا۔ یہ ریڈی میڈ میک اپ باکسز تھیٹروں میں کام کرنے والوں کے لئے بنائے جاتے تھے تاکہ وہ جلد از جلد مختلف بہروپ بھر کر کام کر سکیں۔ میک اپ باکس اور لباس خرید کر وہ ایک قریبی ریسٹوران میں گیا اور اس کے واش روم میں جا کر اس نے نہ صرف لباس تبدیل کیا بلکہ چہرے اور گردن پر ریڈی میک اپ چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے مخصوص انداز میں تھپتھپا کر اس نے اسے اچھی طرح ایڈجسٹ کیا۔ پھر پرانے لباس کی جیبوں سے سارا سامان اور ریڈی میڈ میک اپ باکس بھی اس نے نئے لباس میں منتقل کیا۔ پرانا لباس شاپر میں ڈال کر وہ جب واش روم سے باہر آیا تو وہ یکسر مختلف آدمی بن چکا تھا۔ ریسٹوران سے باہر آ کر وہ اس کے عقبی طرف چلا گیا۔ اب اس نے سوچا کہ وہ باس عمران کو اب تک کی رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ عمران نے اگر مار کوئیس کے بارے میں پوچھا تو وہ جواب نہ دے سکے گا۔ اس لئے یہ رپورٹ ادھوری رہتی اور عمران کو ادھوری رپورٹ سے سخت چڑ تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے مار کوئیس کو تلاش کرنے کے بعد رپورٹ دینے کا فیصلہ کیا اور پھر زیرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اس ریسٹوران کی عقبی طرف سے باہر سڑک پر آیا اور وہاں ایک خالی ٹیکسی اسے نظر آ گئی۔

"ریڈ ڈراگون چلو"...... ٹائیگر نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اسے ایک لمحے کے لئے حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر کاندھے اچکاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"تم کچھ کہنا چاہتے تھے"...... ٹائیگر نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ شکل و صورت سے کوئی تاجر لگتے ہیں۔ ریڈ ڈراگون میں تو آپ لٹ جائیں گے۔ وہ لوپاک کی سب سے خطرناک جگہ ہے"۔ ڈرائیور نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ، مجھے تو مار کوئیس سے ملنا تھا جو چیف ماسٹر کا اسسٹنٹ ہے۔ سنا ہے کہ وہ ریڈ ڈراگون میں ہی بیٹھتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ آپ کو جس نے یہ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ مار کوئیس تو بلیک اسٹف کلب کا انچارج ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، پھر تم مجھے وہیں لے چلو۔ تمہارا شکریہ"...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے ذرا آگے رک گئی۔

"اندر ٹیکسی نہیں جا سکتی جناب۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ یہاں کا ماحول بھی ریڈ ڈراگون سے مختلف نہیں ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں نے صرف چند پیغامات پہنچانے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کرایہ کے علاوہ اسے بھاری رقم ٹپ کے طور پر بھی دے دی تو ڈرائیور کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا اور ٹائیگر مڑ کر کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ تو وہاں آنے جانے والے افراد کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ کلب بھی جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ ہے۔ لیکن ٹائیگر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا جبکہ سروس دینے والی دو نیم عریاں لباس پہنے مقامی لڑکیاں تھیں جن کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ ایسے ماحول کی عادی ہیں۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر بدمعاشوں کے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"ماسٹر مار کوئیس سے کہو کہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کا چیف آیا ہے۔ ایک خاص پیغام دینا ہے اسے"...... ٹائیگر کو چونکہ ان کی فطرت کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے اس نے اپنا انداز ان کی نفسیات کے مطابق ہی رکھا تھا۔

"سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو"...... اس آدمی کے چہرے پر قدرے مرعوبیت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

"تم کچھ نہیں جانتے مجھے۔ تمہارا ماسٹر سب جانتا ہے۔ بات کرو اس سے"...... ٹائیگر نے اور زیادہ اکڑے ہوئے لہجے میں کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے سٹانزا بول رہا ہوں باس۔ ایک آدمی یہاں آیا ہے۔

اس کا نام جیکب ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کا آدمی ہے اور آپ کو کوئی خصوصی پیغام پہنچانا چاہتا ہے"...... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ او کے باس"...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"دوسری منزل کے آخر میں باس کا آفس ہے۔ چلے جاؤ"...... کاؤنٹر مین نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر موجود تھا لیکن وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔

"آپ کی جیب میں اسلحہ ہو تو وہ ہمیں دے جائیں۔ واپسی پر مل جائے گا"...... ان میں سے ایک آدمی نے بڑے مہذب لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

"شکریہ سر۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... اس آدمی نے مشین پسٹل لے کر کونے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے وہی مار کوئیس بیٹھا تھا جس نے اس کی ہلاکت کا حکم دیا تھا۔

"میرا نام جیکب ہے اور میرا تعلق بلیک شیڈو سے ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔ چونکہ مار کوئیس اس کی آمد پر اٹھا بھی نہ تھا اس لئے ٹائیگر نے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

بھی مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔

"کیا پیغام ہے"...... ماسٹر مار کوئیس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا کہ تم ڈی سی کے آدمیوں کو الرٹ کر دو کیونکہ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لوپاک پہنچ چکے ہیں"...... ٹائیگر نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"یہ بات تو وہ فون پر بھی کر سکتے تھے اور یہ بات انہیں میری بجائے چیف ماسٹر سے کہنی چاہئے تھی۔ مجھے تو وہ جانتے ہی نہیں"۔ مار کوئیس نے کہا۔

"چیف سرکاری ایجنسی کے چیف ہیں بچے۔ اس لئے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ عملی انچارج تم ہو چیف ماسٹر نہیں اور پھر انتہائی خطرناک ایجنٹوں کی موجودگی میں فون پر بات نہیں کی جا سکتی"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو مار کوئیس بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں یہاں کا پتہ کس نے بتایا ہے"...... مار کوئیس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ٹیکسی ڈرائیور نے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ نیا لباس تبدیل کر کے اور ریڈی میڈ میک اپ کر کے تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں پہچان نہیں سکوں گا"...... مار کوئیس نے یکلخت دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی رد عمل ظاہر کرتا، چٹک کی آواز کے ساتھ ہی

چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی اس پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن جیسے تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ البتہ ذہن کے تاریک ہونے سے پہلے آخری احساس ٹائیگر کے ذہن میں یہی ابھرا تھا کہ باوجود اپنی مہارت کے وہ مار کو نہیں جیسے عام سے آدمی سے مار کھا گیا ہے۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ٹیکسی ریڈ ڈراگون کلب سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔

"جناب۔ ٹیکسیوں کو کلب کے اندر یا قریب لے جانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر خلاف ورزی کی جائے تو ٹیکسی تباہ کر دی جاتی ہے"۔ ڈرائیور نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم یہیں اتر جاتے ہیں"...... عمران نے کہا اور ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ عقبی سیٹ سے جوزف اور جوانا بھی نیچے اتر آئے۔ جوزف نے ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی۔ عمران ایکریمین میک اپ میں تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنے اصل چہروں میں ہی تھے۔ ان دونوں نے گہرے نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے جبکہ عمران نے ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"ماسٹر آپ صرف تماشہ دیکھیں گے"...... جوانا نے ٹیکسی کے آگے بڑھتے ہی کہا۔

لوپاک بندرگاہ سے ملحقہ بڑے شہر گولڈ کوئین کے ایک ہوٹل میں عمران اپنے ساتھیوں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے بذریعہ بحری جہاز پہلے کافرستان گئے تھے اور پھر کافرستان سے انہوں نے براہ راست جنوبی ایکریمیا کے دارالحکومت کی فلائٹ لی تھی۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنی اصل صورتوں میں ہی تھے۔ دارالحکومت سے وہ گولڈ کوئین پہنچے اور پھر یہاں ایک ہوٹل میں انہوں نے کمرے حاصل کر لئے۔ عمران کے سامنے ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ اس نقشے پر کافی دیر سے جھکا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ماسٹر، آپ تو اس طرح چھپتے پھر رہے ہیں، جیسے دشمن آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہوں"...... اچانک جوانا نے کہا تو عمران سمیت سب

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

چونک پڑے۔

"تم اپنی بات میں معمولی سی تبدیلی کر لو تو تمہاری بات درست ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسی تبدیلی ماسٹر"...... جوانا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی کہ ہم اس لئے چھپتے پھر رہے ہیں کہ دشمن ہمارے پیچھے نہ لگ سکیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، اس طرح چھپنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کھل کر سامنے آئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون آپ کے مقابل آتا ہے"۔ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس چھپتے نہیں پھر رہے۔ کوئی ایسا راستہ ٹریس کر رہے جس کے ذریعے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے شکار تک پہنچ سکیں کیونکہ باس کے پاس وقت کم ہے"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے جوانا کو جواب دیا۔

"باس۔ لوپاک میں لازماً ایسے لوگ موجود ہوں گے جو ان جزیروں کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہوں گے"...... خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور دوسری بات یہ کہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ڈاکٹر چیانگ کا بیٹا ڈاکٹر شوکائی ان جزیروں پر نہیں رکھا گیا ہوگا اور پھر لوپاک میں ہماری چیکنگ ہو رہی ہے۔ لامحالہ ہم نے جیسے ہی کوئی لانچ ان جزیروں پر

جانے کے لئے بک کی یہ لوگ چونک پڑیں گے کیونکہ ان جزیروں پر کوئی نہیں آتا جاتا"...... عمران نے کہا۔

"ہم کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو وہاں پہنچ سکتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں پہنچ تو سکتے ہیں۔ لیکن جو تنظیم اس قدر جدید آلات مواصلات کے سلسلے میں استعمال کر رہی ہے کہ شوگران جیسی حکومت بھی ان جدید آلات کو چیک نہیں کر سکتی۔ اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے لامحالہ انتہائی جدید ترین آلات نصب کر رکھے ہوں گے۔ اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو فضا میں یا جزیرے پر اترتے ہی نشانہ بنا دیا جائے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے اجازت دیں باس۔ میں لوپاک جا کر وہاں سے ضروری معلومات حاصل کر لیتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں، ہم نے اکٹھے وہاں جانا ہے۔ مجھے ایک کال کا انتظار ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پھیلا ہوا نقشہ سمیٹ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس، مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"لوپاک سے مسٹر ولسن کی آپ کے لئے کال ہے"...... دوسری

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ولسن بول رہا ہوں لوپاک سے"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر ولسن۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔ عمران نے اسی ایکریمین لہجے میں کہا۔

"مسٹر مائیکل، ڈیمپ سی کا آفس یہاں موجود نہیں ہے البتہ لوپاک میں ایک کلب ہے جسے ریڈ ڈراگون کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر چیف ماسٹر کہلاتا ہے۔ وہ لوپاک میں ڈیمپ سی کا انچارج ہے۔ ویسے عام حالات میں وہ لوپاک کا معروف گینگسٹر ہے اور ریڈ ڈراگون بھی لوپاک کا بدنام ترین کلب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن ڈیمپ سی تو سرکاری ایجنسی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہی بات تو پردے کا کام کرتی ہے۔ کسی کو تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ چیف ماسٹر ڈیمپ سی کا انچارج ہو سکتا ہے۔ پھر یہ لوگ چونکہ بذات خود بدمعاش ہیں اس لئے ان کے رابطے بھی تمام بدمعاشوں سے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ زیادہ آسانی سے اپنا سرکاری کام اس آڑ میں کر لیتے ہیں"...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہمیں اس چیف ماسٹر کو کور کرنا ہو گا تاکہ اس سے ٹمپ سی کے آدمیوں کو اپنی نگرانی سے ہٹایا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"یہ کام آپ میرے سپرد کر دیں ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"میں جوزف اور تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ جبکہ ٹائیگر اس دوران وہاں ایسے کسی آدمی کو ٹریس کرے گا جس سے واجل اور راتھ جزیروں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں سے ہر گھنٹے بعد شٹل فلائٹ لوپاک جاتی ہے۔ تم ہوٹل چھوڑ کر پہلی فلائٹ سے چلے جاؤ۔ ہم اگلی فلائٹ پر وہاں پہنچیں گے۔ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے۔ اس سے رابطہ ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ماسٹر، آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم بھی پہلی فلائٹ سے جا کر اس چیف ماسٹر نمٹ لیتے ہیں۔ آپ اطمینان سے وہاں آ جائیں"...... جوانا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم ہاتھ پیروں کو حرکت دینے کے لئے بے چین ہو رہے ہو لیکن یہ عام مشن نہیں ہے۔ انتہائی اہم اور نازک

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

مشن ہے۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا ہے۔ تم دونوں اپنے کمروں میں جاؤ اور کچھ دیر آرام کرو"...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جوزف بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے لوپاک کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریڈ ڈراگون کے چیف مینجر کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریڈ ڈراگون"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لارڈ البرٹ بول رہا ہوں ولنگٹن سے۔ چیف ماسٹر سے بات کراؤ"...... عمران نے لہجہ بدل کر قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"چیف ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک سخت اور سرد آواز سنائی دی۔

"ولنگٹن سے لارڈ البرٹ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ لوپاک پہنچ رہے ہیں اور آپ کو ان کی چیکنگ پر بطور انچارج ڈمپ سی لگایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کی اطلاع درست ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے اگر آپ چاہیں تو لوپاک میں بلیک ایجنسی کے انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ آپ کی مدد کریں"...... عمران نے کہا۔

"سوری لارڈ۔ ہمیں یہاں کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے واجل جزیرے پر جانا ہے اور ہم نے بندرگاہ کے اردگرد باقاعدہ ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اس لئے یہ لوگ کسی صورت بچ کر نہیں جا سکتے"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال آپ محتاط رہیں"...... عمران نے کہا اور پھر

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ریسیور رکھ دیا۔ وہ دراصل ولسن کی اس اطلاع کو کنفرم کرنا چاہتا تھا اور اب وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ ولسن کی اطلاع درست ہے اور یہ بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں نے چیکنگ کا کیا طریقہ اپنا رکھا ہے۔ اب وہ آسانی سے انہیں کور کر سکتا تھا۔ ویسے اول تو اسے یقین تھا کہ چیف ماسٹر لارڈ البرٹ کی کال کی تصدیق کرائے گا لیکن اگر ایسا ہوا بھی تب بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ لارڈ البرٹ واقعی ان دنوں بلیک ایجنسی کا چیف تھا۔

ٹائیگر لوپاک بندرگاہ پر ایک ہوٹل ریڈ روز میں داخل ہوا۔ یہاں ماہی گیروں کی بھرمار تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ ہوٹل بندرگاہ پر کام کرنے والے ماہی گیروں کا پسندیدہ ہوٹل ہے۔ ہال کافی بڑا تھا اور وہاں ہر طرف مرد اور عورتیں بھری ہوئی تھیں۔ سستی شراب کی تیز بو اور سستے نشہ جسے یہاں مارجوفین کہا جاتا تھا کے غلیظ دھوئیں نے پورے ہال کو گھیر رکھا تھا۔ ٹائیگر کچھ دیر تک کھڑا ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ بوڑھا اپنی میز پر اکیلا بیٹھا تھا اور مارجوفین پینے میں مصروف تھا اور سستی شراب کی دو خالی بوتلیں اور ایک بھری ہوئی بوتل اس کے سامنے موجود تھی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا تو بوڑھا چونک پڑا۔

"ہاں۔ بیٹھو۔ اجنبی دکھائی دیتے ہو"...... بوڑھے نے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"ہاں، میں ولنگٹن سے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور بوڑھے کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کسی خاص چکر میں ہو"...... بوڑھے نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ خاص ہی سمجھ لو۔ میری پارٹی واجل اور راقہ جزیروں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور میں نے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں"...... ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ گڈ۔ ویری گڈ۔ مجھے تو واقعی اس کی بے حد ضرورت تھی"...... بوڑھے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نوٹ کو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔

"سنو، دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہاری یہ بوڑھی ہڈیاں آسانی سے توڑی جا سکتی ہیں"...... ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"ایسا نہیں ہو گا ینگ مین۔ اولڈ سمتھ نے دنیا دیکھی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو لوگ بھاری رقوم دیتے ہیں وہ اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں تو وہاں کبھی نہیں گیا البتہ میں تمہیں ایک ایسے آدمی کی ٹپ دے سکتا ہوں جو وہاں نہ صرف جاتا رہتا ہے بلکہ وہاں کے سردار کا خاص مہمان بن کر رہتا ہے۔ اب چونکہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے۔ اس لئے اب وہ صرف اپنے کمرے تک ہی محدود رہتا ہے اور جس طرح مجھے رقم کی ضرورت ہے اسی طرح اسے بھی بھاری رقم کی ضرورت

انہیں حکومت سے خریدنے کے لئے بات چیت کر سکیں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر بوڑھے فرانک کے لرزتے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"اوہ، اوہ یہ کیا ہے۔ یہ تو بڑی رقم ہے"...... بوڑھے فرانک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا کانپتا ہوا ہاتھ پہلے سے زیادہ زور سے ہلنے لگ گیا تھا۔

"یہ کم ہیں۔ اتنے ہی اور ملیں گے۔ اگر آپ مجھے جزیروں کے بارے میں تفصیل بتا دیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں گذشتہ چند سالوں سے وہاں نہیں گیا البتہ پہلے کے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا سکتا ہوں"...... فرانک نے کہا۔ اس نے نوٹ جیب میں ڈال لئے تھے اور اس کی آنکھوں میں اب تیز چمک آ گئی تھی۔

"آپ وہی کچھ بتا دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو فرانک نے جزیرے کے لوپاک بندرگاہ سے فاصلے سے لے کر وہاں کے بارے میں تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ وہاں ایک نیم وحشی قبیلہ رہتا ہے۔ جس کا نام پاساڈنا ہے۔ یہ اس معنی میں نیم وحشی ہے کہ جدید دور کا کوئی انداز انہوں نے نہیں اپنایا۔ بس وہ آدم خور نہیں ہے لیکن وہ کسی اجنبی کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرتے۔ اسے فوری ہلاک کر دیتے ہیں اور اس کی لاش درخت سے باندھ دیتے ہیں"۔ فرانک نے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"ان کی تعداد کتنی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ پانچ سو سے زائد ہیں۔ ان میں آدھی عورتیں ہیں"۔ بوڑھے فرانک نے جواب دیا۔

"کیا وہ لباس پہنتے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں، وہ لباس بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جدید اسلحہ بھی ہے لیکن بس اسلحے کی حد تک۔ ورنہ ان کا رہنا سہنا اور انداز سب قدیم دور کا ہے"...... فرانک نے جواب دیا۔

"آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ وہاں چھ سال تک رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں، میں اپنی جان کے خوف سے وہاں گیا تو ان کا بوڑھا سردار ان دنوں بیمار تھا۔ میں نے بھی اپنی زندگی میں جڑی بوٹیوں سے علاج کا تجربہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اس بوڑھے سردار کا علاج کرنے کا کہہ دیا اور پھر وہیں کی جڑی بوٹیوں سے میں نے اس کا علاج کیا اور میری خوش قسمتی کہ وہ سردار صحت یاب ہو گیا جس پر اس نے مجھے اپنا بھائی قرار دے دیا اور اب قبیلے کے افراد مجھے ہلاک نہ کر سکتے تھے۔ میں وہاں چھ سال تک ان کا مہمان بن کر رہا"...... فرانک نے جواب دیا۔

"کیا اب بھی وہ سردار آپ کا بھائی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں، وہ بوڑھا سردار اس وقت فوت ہو گیا تھا جب میں واپس آ رہا تھا۔ اب اس کا بیٹا تاگوئی سردار ہوگا اور وہ انتہائی سخت مزاج اور ظالم آدمی ہے"...... فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسلحہ انہیں کس نے دیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے سردار سے پوچھا تھا تو اس نے بتایا کہ دو اجنبی ایک لانچ میں وہاں آئے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارے دو آدمی اس اسلحے سے ہلاک کر دیئے۔ ہم خوفزدہ ہو گئے۔ پھر ہم نے انہیں امان دے دی۔ انہیں اپنا بھائی بنا لیا۔ انہوں نے ہمیں اس اسلحے کو چلانا سکھایا اور نشانہ بازی کی مشق کرائی۔ ان کے پاس لانچ میں بہت سا اسلحہ تھا۔ وہ اسلحہ انہوں نے ہمیں دے دیا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ تب سے ہم یہ اسلحہ چلاتے ہیں لیکن اس وقت جب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔ ورنہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں پڑتی"۔ فرانک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے وہاں کسی مافیا نے قبضہ کر رکھا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے تو نہیں سنا۔ ہو سکتا ہے کر لیا ہو۔ لیکن اس جزیرے پر گھنا اور انتہائی خطرناک جنگل ہے اور وہاں کا سارا علاقہ دلدلی ہے۔ خوفناک چھوٹی بڑی دلدلیں ہر جگہ موجود ہیں اور ان پر جھاڑیاں ہیں۔ اس لئے پتہ بھی نہیں چلتا اور انسان دلدل میں گر کر غرق ہو جاتا ہے۔ صرف پاساڈینا قبیلے کے لوگ ان سے واقف ہیں۔ بارشیں بھی وہاں بے پناہ ہوتی ہیں البتہ جزیرے کے درمیان ایک قدرتی پہاڑی ہے اور شمال مغربی طرف ہموار میدان ہے۔ جس میں قبیلے والوں نے جھونپڑیاں بنائی ہوئی ہیں"...... فرانک نے کہا اور پھر ٹائیگر نے بہت

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

سے سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی تمام تفصیل معلوم کر لی تو اس نے دو اور بڑے نوٹ نکال کر بوڑھے کے ہاتھ میں دیئے اور اس کا شکریہ ادا کر کے وہ اٹھ کر مڑا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا جیسے ہی نیچے ہال میں پہنچا۔ اچانک وہاں کاؤنٹر کے قریب کھڑے دو لمبے تڑنگے آدمیوں نے چونک کر اسے دیکھا اور وہ اس کے پیچھے گیٹ کی طرف چل پڑے۔ ان دونوں کے ہاتھ ان کی جیبوں میں تھے۔

"ایک لمحے میں گولی مار دیں گے۔ سامنے سیاہ کار میں بیٹھو"۔ ان دونوں نے ٹائیگر کے دائیں بائیں آتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کہاں لے جانا چاہتے ہو مجھے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ ورنہ"...... ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا کار کے اندر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی پہلے سے موجود تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"چلو اب تو کچھ بتاؤ کہ کون ہو تم اور کہاں لے جا رہے ہو مجھے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔ منزل پر پہنچ کر تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا"...... ان میں سے ایک نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر

اس طرح سر ہلا کر خاموش ہو گیا جیسے بچے استاد کا کہا مان لیتے ہیں۔ ویسے وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق لازماً ڈمپ سی سے ہی ہوگا۔ انہیں کسی طرح یہ اطلاع مل گئی ہوگی کہ وہ داجل جزیرے کے بارے میں پوچھتا پھر رہا ہے لیکن جس طرح وہ اسے دیکھ کر چونکے تھے اور فوری اس کے پیچھے آئے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں باقاعدہ اس کا حلیہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کا گارنر ہوٹل پہنچنا بتا رہا تھا کہ یہ کام ریڈ روز ہوٹل میں موجود اولڈ سمتھ کا ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اگر اولڈ سمتھ نے بتایا ہوتا تو وہ فوری بتا دیتا۔ اس نے اتنی دیر کیوں لگائی کہ اس دوران وہ نہ صرف فرانک سے مل بھی لیا بلکہ اس کے ساتھ وہ کافی دیر تک رہا بھی۔ یہ سب خیالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے کہ کار یکلخت ایک جھٹکے سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر عمارت پر لگے ہوئے ریڈ ڈراگون کلب کا بورڈ پڑھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ کار کو عمارت کی بائیں طرف لے جا کر روک دیا گیا اور پھر وہ دونوں ٹائیگر کو ساتھ لے کر ایک برآمدے سے ہوتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو اور مسلح افراد بھی موجود تھے۔ انہوں نے وہاں ٹائیگر کی بڑی تفصیلی تلاشی لی اور اس کی جیب میں موجود زیرو فائیو ٹرانسمیٹر اور مشین پسٹل نکال لیا۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو"...... ان میں سے ایک نے کہا تو ٹائیگر کو سامنے دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بٹھا دیا

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

گیا اور جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد فولادی کڑے آ گئے۔

"اس کا خیال رکھنا۔ میں ابھی آ رہا ہوں"...... اس آدمی نے جس نے اسے کرسی پر بٹھانے کا کہا تھا، کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے ہی ایک اور آدمی بھی باہر چلا گیا اور اب کمرے میں صرف دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو اسے ہوٹل سے لے گیا تھا اور دوسرا وہ جو پہلے سے وہاں موجود تھا۔ ٹائیگر نے کرسی کے راڈز نمودار ہوتے ہی سمجھ لیا تھا کہ کرسی سادہ انداز کی ہے اور اس کے راڈز کھولنے کے لئے عقبی طرف بٹن ہے۔ کرسی پر جب بھی وزن پڑتا تو راڈز نمودار ہو جاتے تھے اور پھر بٹن پریس کر کے انہیں کھولا جا سکتا تھا۔ اس نے اپنی ٹانگ کو اس انداز میں موڑا کہ جیسے ٹانگ تھک گئی ہو اور وہ اسے حرکت دے رہا ہو۔ دوسری ٹانگ کو اس نے ساتھ ہی موڑ دیا تھا تاکہ سامنے موجود دونوں افراد کو شک نہ پڑے اور چند لمحوں بعد جب اس نے کرسی کے عقب پائے میں موجود بٹن کو چیک کر لیا تو اس نے ٹانگ کو واپس سامنے کی طرف کر دیا۔ اب وہ جب چاہتا، چند سیکنڈز میں ٹانگ موڑ کر راڈز کھول سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا سخت چہرے والا آدمی اندر داخل ہوا تو وہاں موجود سب افراد یکلخت الرٹ ہو گئے اور پھر ایک آدمی نے جلدی سے ایک کرسی اٹھا کر اس کے پیچھے رکھ دی اور آنے والا بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر

سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ریڈ ڈراگون کا چیف ماسٹر ہے یا اس کا کوئی اسسٹنٹ ہے۔

"تم پاکیشیائی ہو"...... آنے والے نے کرخت اور قدرے جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں ایکریمین ہوں۔ میں تمہیں کس طرف سے پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا میک اپ واش کرو تاکہ اس کی اکڑ ختم ہو"...... اس آدمی نے اپنے آدمی سے کہا۔

"باس، آپ حکم دیں۔ یہ ابھی چند لمحوں میں اصل بات بک دے گا"...... ایک آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور میں انہیں فوری طور پر ضائع نہیں کرنا چاہتا"...... باس نے سخت لہجے میں کہا تو وہی آدمی جس نے بات کی تھی تیزی سے مڑا اور کمرے کے کونے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود ایک جدید میک اپ واشر نکالا اور الماری کی سائیڈ پر موجود ایک ٹرالی پر رکھ کر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا ٹائیگر کے قریب لے آیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس نے سپیشل میک اپ کیا ہوا ہے اس لئے یہ واشر اس کا میک اپ کسی صورت واش نہ کر سکے گا۔ اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب واشر ہٹایا گیا تو سامنے موجود افراد کے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کر ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا سپیشل میک اپ واش نہیں ہوا۔

"تو تم واقعی ایکریمین ہو"...... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں، میرا نام مارشل ہے اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں"۔ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے اولڈ سمتھ سے فرانک کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور اسے بھاری رقم دی تھی"...... باس نے کہا۔

"ہاں، کیا سمتھ نے تمہیں اس بارے میں اطلاع دی ہے"۔ ٹائیگر نے اپنے ذہن میں ابھر آنے والے خدشے کے تحت پوچھا۔

"نہیں، اس کے پاس بھاری دولت ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن اس نے بڑا بھاری جوا کھیلا تو اس سے اس دولت کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے تمہارے بارے میں بتایا۔ جس پر ہم سمجھ گئے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں لانے کے لئے آدمی بھیجے گئے"...... اس بار باس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"پاکیشیائیوں سے تمہیں کیا خطرہ ہے"...... ٹائیگر نے اپنے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم داجل جزیرے کے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے ہو"...... باس نے کہا۔

"میرا تعلق بلیک ہارڈ سینڈیکیٹ سے ہے۔ بلیک ہارڈ یہ دونوں جزیرے حکومت سے خریدنا چاہتی ہے۔ اس لئے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے

تاکہ میں معلوم کروں کہ ان جزیروں کی کیا پوزیشن ہے اور یہ ان کے کام کے ہیں یا نہیں۔ میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا جو وہاں رہا ہو۔ تاکہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کر کے خود جزیروں پر جاؤں اور پھر سینڈیکیٹ کو تفصیلی رپورٹ دوں"۔ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، پھر تو تم پر غلط ہاتھ ڈالا گیا ہے۔ تم ہمارے کام کے آدمی نہیں ہو اور تمہیں ہم زندہ بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے تمہیں بہرحال مرنا ہوگا"...... باس نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ رک جاؤ۔ میری بات سنو"...... ٹائیگر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ تیزی سے مڑ کر کرسی کے عقبی پائے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"سوری مسٹر مارشل۔ البتہ تمہیں پانچ منٹ دے رہا ہوں۔ تم مرنے سے پہلے جو عبادت کرنا چاہو کر لو اور یہ بھی اس لئے کہ تم بے گناہ مارے جا رہے ہو"...... اس باس نے گردن موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی مہربانی کر رہے ہو تو اپنا نام بھی بتا دو تاکہ میں مرنے سے پہلے تمہارا شکریہ ادا کر سکوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا نام مارکوئیس ہے"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"میرے جانے کے پانچ منٹ بعد اسے گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دینا"...... مارکوئیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی آنے والے دو افراد بھی چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف وہی دو آدمی رہ گئے تھے جو ٹائیگر کے یہاں آنے سے پہلے موجود تھے۔

"کیا یہ مارکوئیس چیف ماسٹر ہے"...... ٹائیگر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"تم کیسے جانتے ہو چیف ماسٹر کو"...... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا تعلق سینڈیکیٹ سے ہے۔ کیا تم بھول گئے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔ بہرحال مارکوئیس چیف ماسٹر کا نمبر ٹو ہے۔ چیف ماسٹر تو صرف احکامات دیتا ہے۔ اصل کام مارکوئیس ہی کرتا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا وہ بھی یہاں ریڈ ڈراگون میں بیٹھتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں، اس کا آفس الگ ہے اور اب خاموش ہو جاؤ اور جس کام کے لئے باس نے تمہیں مہلت دی ہے وہ کر لو"...... اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا کیا نام ہے اور اپنے ساتھی کا نام بھی بتا دو"...... ٹائیگر نے

کہا۔

"خاموش رہو"...... اس آدمی نے اس بار جھڑکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔

"بس تین منٹ باقی رہ گئے ہیں"...... اس آدمی نے سر اٹھا کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ میرا خیال تھا کہ دو منٹ رہ گئے ہوں گے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سامنے کھڑے وہ دونوں اس طرح حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس آدمی کی سمجھ نہ آ رہی ہو۔ جو یقینی موت کے سامنے اس انداز میں بات کر رہا تھا اور اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا اور ابھی ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے کہ یکلخت کھٹک کی آواز کسی بم کے دھماکے کی طرح گونجی اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس آواز کے بارے میں کچھ سمجھتے۔ ٹائیگر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ان کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی بے اختیار چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں چونکہ ساتھ ساتھ کھڑے تھے اس لئے ٹائیگر کے دونوں ہاتھوں نے ان کے سینوں پر زوردار ضربیں لگا کر انہیں پشت کے بل اچھال دیا تھا جبکہ ٹائیگر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے ٹائیگر نے ایک زوردار جمپ لگایا اور کونے کی میز پر پڑے ہوئے اپنے مشین پسٹل کو اس نے جھپٹ لیا۔ اسی لمحے اس نے یکلخت چھلانگ لگائی اور گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں پلک جھپکنے سے پہلے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ٹائیگر موجود تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے جیب سے مشین پسٹل نہ صرف نکال لیا تھا بلکہ ٹائیگر پر فائر بھی کھول دیا تھا لیکن ٹائیگر تو پارہ بنا ہوا تھا۔ اس لئے نہ صرف وہ بچ گیا بلکہ اس نے دوسری جگہ قدم ٹکرانے سے پہلے ہی جوابی فائر کھول دیا اور دوسرا آدمی جو نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل نظر آنے لگا تھا۔ گولیاں کھا کر چیختا ہوا پہلے آدمی پر گرا جو ایک بار پھر ہاتھ گھما کر ٹائیگر پر فائر کرنا چاہتا تھا لیکن دوسرے آدمی کے اچانک گرنے سے اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ذرا فاصلے پر جا گرا۔ یہ سب کچھ واقعی پلک جھپکنے کے عرصے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ پہلے آدمی نے تڑپ کر اپنے اوپر گرنے والے دوسرے آدمی کو ایک طرف اچھالا ہی تھا کہ ٹائیگر کے مشین پسٹل سے ایک بار پھر فائر ہوا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا پہلا آدمی چیختا ہوا نیچے گرا۔ گولیاں اس کے سینے پر پڑی تھیں اور پھر چند لمحے بری طرح تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جبکہ دوسرا آدمی پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لئے اس نے بے دریغ فائرنگ کر دی تھی۔ ویسے اسے ایک بار تو یہ سوچ کر ہی جھرجھری سی آ گئی تھی کہ وہ بھی فائرنگ کی زد میں آنے سے بس بال بال ہی بچا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا اپنا زیرو فائیو ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے لئے یہاں سے نکلنا مسئلہ

تھا۔ اس کی اصل کوشش تو یہی تھی کہ ان میں سے ایک آدمی کو زندہ رکھ کر وہ کرسی پر جکڑ کر اس سے اس جگہ کے بارے میں معلوم کرے جہاں مارکوئیس بیٹھتا تھا کیونکہ اسے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ چیف ماسٹر کی بجائے اگر مارکوئیس کو فوری طور پر کور کر لیا جائے تو ڈیپ سی کے آدمیوں کو زیادہ موثر طور پر پاکیشیائیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے روکا جا سکتا تھا۔ لیکن یہاں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ اسے فوری دونوں کا خاتمہ کرنا پڑا۔ ورنہ اس کی اپنی زندگی کو بھی یقینی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ باہر جانا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا کیونکہ اسے جب یہاں لایا گیا تھا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور یہ انتہائی شارٹ کٹ تھا۔ وہ دراصل فوری طور پر مارکوئیس کو کور کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال یہاں سے باہر جا کر ہی وہ کچھ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے مشین پسٹل اور زیرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے سے ملحقہ دوسرا کمرہ خالی تھا۔ اس کا دروازہ کھول کر وہ باہر برآمدے میں آ گیا اور پھر برآمدے سے وہ ریڈ ڈراگون کلب کی عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اس دوران اس سے کوئی آدمی بھی نہ ٹکرایا تھا۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر پہنچ گیا۔ اس نے خالی ٹیکسی روکی اور اسے مین مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین مارکیٹ پہنچ چکا تھا۔ وہاں سے اس نے اپنے ناپ کا نیا لباس خریدا اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اس نے میک اپ ریڈی میڈ باکس بھی خرید

لیا۔ یہ ریڈی میڈ میک اپ باکسز تھیٹروں میں کام کرنے والوں کے لئے بنائے جاتے تھے تاکہ وہ جلد از جلد مختلف بہروپ بھر کر کام کر سکیں۔ میک اپ باکس اور لباس خرید کر وہ ایک قریبی ریسٹوران میں گیا اور اس کے واش روم میں جا کر اس نے نہ صرف لباس تبدیل کیا بلکہ چہرے اور گردن پر ریڈی میک اپ چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے مخصوص انداز میں تھپتھپا کر اس نے اسے اچھی طرح ایڈجسٹ کیا۔ پھر پرانے لباس کی جیبوں سے سارا سامان اور ریڈی میڈ میک اپ باکس بھی اس نے نئے لباس میں منتقل کیا۔ پرانا لباس شاپر میں ڈال کر وہ جب واش روم سے باہر آیا تو وہ یکسر مختلف آدمی بن چکا تھا۔ ریسٹوران سے باہر آ کر وہ اس کے عقبی طرف چلا گیا۔ اب اس نے سوچا کہ وہ باس عمران کو اب تک کی رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ عمران نے اگر مارکوئیس کے بارے میں پوچھا تو وہ جواب نہ دے سکے گا۔ اس لئے یہ رپورٹ ادھوری رہتی اور عمران کو ادھوری رپورٹ سے سخت چڑ تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے مارکوئیس کو تلاش کرنے کے بعد رپورٹ دینے کا فیصلہ کیا اور پھر زیرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اس ریسٹوران کی عقبی طرف سے باہر سڑک پر آیا اور وہاں ایک خالی ٹیکسی اسے نظر آ گئی۔

"ریڈ ڈراگون چلو"...... ٹائیگر نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اسے ایک لمحے کے لئے حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر کاندھے اچکاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"تم کچھ کہنا چاہتے تھے"...... ٹائیگر نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ شکل وصورت سے کوئی تاجر لگتے ہیں۔ ریڈ ڈراگون میں تو آپ لٹ جائیں گے۔ وہ لوپاک کی سب سے خطرناک جگہ ہے"۔ ڈرائیور نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ، مجھے تو مارکونیس سے ملنا تھا جو چیف ماسٹر کا اسسٹنٹ ہے۔ سنا ہے کہ وہ ریڈ ڈراگون میں ہی بیٹھتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ آپ کو جس نے یہ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ مارکونیس تو بلیک اسنف کلب کا انچارج ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، پھر تم مجھے وہیں لے چلو۔ تمہارا شکریہ"...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دومنزلہ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے ذرا آگے رک گئی۔

"اندر ٹیکسی نہیں جاسکتی جناب۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ یہاں کا ماحول بھی ریڈ ڈراگون سے مختلف نہیں ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں نے صرف چند پیغامات پہنچانے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کرایہ کے علاوہ اسے بھاری رقم ٹپ کے طور پر بھی دے دی تو ڈرائیور کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا اور ٹائیگر مڑ کر کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ وہاں آنے جانے والے افراد کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ کلب بھی جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ ہے۔ لیکن ٹائیگر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا جبکہ سروس دینے والی دو نیم عریاں لباس پہنے مقامی لڑکیاں تھیں جن کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ ایسے ماحول کی عادی ہیں۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر بدمعاشوں کے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"ماسٹر مارکونیس سے کہو کہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کا چیف آیا ہے۔ ایک خاص پیغام دینا ہے اسے"...... ٹائیگر کو چونکہ ان کی فطرت کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے اس نے اپنا انداز ان کی نفسیات کے مطابق ہی رکھا تھا۔

"سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو"...... اس آدمی کے چہرے پر قدرے مرعوبیت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

"تم کچھ نہیں جانتے مجھے۔ تمہارا ماسٹر سب جانتا ہے۔ بات کرو اس سے"...... ٹائیگر نے اور زیادہ اکڑے ہوئے لہجے میں کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے ستارا بول رہا ہوں باس۔ ایک آدمی یہاں آیا ہے۔"

اس کا نام جیکب ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کا آدمی ہے اور آپ کو کوئی خصوصی پیغام پہنچانا چاہتا ہے"...... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ او کے باس"...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"دوسری منزل کے آخر میں باس کا آفس ہے۔ چلے جاؤ"...... کاؤنٹر مین نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر موجود تھا لیکن وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔

"آپ کی جیب میں اسلحہ ہو تو وہ ہمیں دے جائیں۔ واپسی پر مل جائے گا"...... ان میں سے ایک آدمی نے بڑے مہذب لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

"شکریہ سر۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... اس آدمی نے مشین پسٹل لے کر کونے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے وہی مارکوئیس بیٹھا تھا جس نے اس کی ہلاکت کا حکم دیا تھا۔

"میرا نام جیکب ہے اور میرا تعلق بلیک شیڈو سے ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔ چونکہ مارکوئیس اس کی آمد پر اٹھا بھی نہ تھا اس لئے ٹائیگر نے

بھی مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔

"کیا پیغام ہے"...... ماسٹر مارکوئیس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا کہ تم ڈی سی کے آدمیوں کو الرٹ کر دو کیونکہ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لوپاک پہنچ چکے ہیں"...... ٹائیگر نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"یہ بات تو وہ فون پر بھی کر سکتے تھے اور یہ بات انہیں میری بجائے چیف ماسٹر سے کہنی چاہئے تھی۔ مجھے تو وہ جانتے ہی نہیں"۔ مارکوئیس نے کہا۔

"چیف سرکاری ایجنسی کے چیف ہیں سمجھے۔ اس لئے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ عملی انچارج تم ہو چیف ماسٹر نہیں اور پھر انتہائی خطرناک ایجنٹوں کی موجودگی میں فون پر بات نہیں کی جا سکتی"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو مارکوئیس بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں یہاں کا پتہ کس نے بتایا ہے"...... مارکوئیس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ٹیکسی ڈرائیور نے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ نیا لباس تبدیل کر کے اور ریڈی میڈ میک اپ کر کے تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں پہچان نہیں سکوں گا"...... مارکوئیس نے یکلخت دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی رد عمل ظاہر کرتا، چٹاک کی آواز کے ساتھ ہی

چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی اس پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی
اس کا ذہن جیسے تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ البتہ ذہن کے
تاریک ہونے سے پہلے آخری احساس ٹائیگر کے ذہن میں یہی ابھرا تھا
کہ باوجود اپنی مہارت کے وہ مارکونی جیسے عام سے آدمی سے مار کھا
گیا ہے۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ٹیکسی ریڈ ڈراگون کلب سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔

"جناب۔ ٹیکسیوں کو کلب کے اندر یا قریب لے جانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر خلاف ورزی کی جائے تو ٹیکسی تباہ کر دی جاتی ہے"۔ ڈرائیور نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم یہیں اتر جاتے ہیں"...... عمران نے کہا اور ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ عقبی سیٹ سے جوزف اور جوانا بھی نیچے اتر آئے۔ جوزف نے ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی۔ عمران ایکریمین میک اپ میں تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنے اصل چہروں میں ہی تھے۔ ان دونوں نے گہرے نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے جبکہ عمران نے ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"ماسٹر آپ صرف تماشہ دیکھیں گے"...... جوانا نے ٹیکسی کے آگے بڑھتے ہی کہا۔

"یعنی میرا کام صرف تالیاں بجانا ہوگا لیکن تالی تو سنا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم اور جوزف مل کر تالیاں بجاؤ"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"خاموش رہو جوانا۔ زیادہ بے تاب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے موقع ہوگا ویسے ہی کیا جائے گا"...... جوزف نے منہ بنا کر جوانا سے کہا۔

"واہ، جوزف کو تو تعلیم بالغاں کے سکول کا ہیڈ ماسٹر ہونا چاہئے" عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جوزف خاموش رہا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئے تو واقعی وہ ایک نئی دنیا میں آگئے تھے۔ کلب میں آنے اور جانے والے تمام مرد اور عورتیں اپنے انداز اور لباسوں سے جرائم پیشہ ہی دکھائی دے رہے تھے۔ جبکہ عمران، جوزف اور جوانا تینوں ان سب میں منفرد نظر آ رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عورتیں بڑی پسندیدہ نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھیں۔ خاص طور سے آگے جاتا ہوا عمران تو ان کی نظروں کا مرکز تھا۔

"میرا نام ہوئی ہے۔ مجھ سے دوستی کرو گے۔ خوش کر دوں گی"۔ اچانک ایک عورت نے آگے بڑھ کر بڑے لاڈ بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف ماسٹر سے پوچھنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ عورت اس طرح بدکی جیسے عمران نے چیف

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ماسٹر کا نام نہ لیا بلکہ اسے کوڑا مار دیا ہو۔

"اوہ، اوہ اچھا"...... اس عورت نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اتنی تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گئی جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں دھوئیں کے ساتھ ساتھ سستی شراب کی تیز بو ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں اور مردوں کے بے ہنگم قہقہے بھی سنائی دے رہے تھے۔ چند لمحوں تک گیٹ پر رکنے کے بعد انہیں ہال کا ماحول پوری طرح نظر آیا اور وہ بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ کاؤنٹر پر چار لحیم شحیم آدمی موجود تھے جن میں سے تین سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک فون سننے میں مصروف تھا۔ عمران ایک لمحے کے لئے کاؤنٹر پر رکا، دوسرے لمحے اس نے اس آدمی کے ہاتھ سے رسیور جھپٹا اور اسے ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔

"پہلے ہماری بات سنو مسٹر۔ ہم تمہاری فون کال ختم ہونے کا انتظار نہیں کر سکتے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ آدمی چند لمحے تو حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف اور جوانا کو دیکھتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں۔ میرا نام ساکہ ہے ساکہ۔ دو انگلیوں میں ہاتھیوں کو مسل دیتا ہوں۔ سمجھے"...... اس آدمی نے

یکلخت غصے سے کاؤنٹر پر مکا مارتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی لحیم شحیم جسم کا مالک تھا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم نہیں ہوا تھا کہ کاؤنٹر کے بالکل قریب کھڑے عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی ساکہ چیختا ہوا اچھل کر کاؤنٹر پر کھڑے باقی تینوں آدمیوں پر جا گرا۔ پھر پلٹ کر کاؤنٹر کے نیچے گر گیا۔ پورا ہال تھپڑ کی زوردار آواز اور ساکہ کے چیخنے کی وجہ سے یکلخت خاموش ہو گیا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ ساکہ۔ ساکہ تو انتہائی ماہر لڑاکا ہے"۔ کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جیسے کوئی آتش فشاں اچانک پھٹتا ہے اور اس میں سے ایک زوردار جھٹکے سے لاوا باہر ابلتا ہے اس طرح چیختا ہوا ساکہ اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس بار لحیم شحیم ساکہ چیختا ہوا ہوا میں قلابازی کھا کر کاؤنٹر کے اوپر سے اڑتا ہوا ایک زوردار دھماکے سے خالی جگہ پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی خاموش کھڑے جوانا نے قدم بڑھا کر پیر اس کے سینے پر رکھ دیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو چیونٹی کی طرح مسل دوں گا"۔ جوانا نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ساکہ نے جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جوانا کے پیر کے ایک ہی جھٹکے سے یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"پڑے رہو"...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔ پورے ہال پر موت کا سا سکوت طاری تھا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"چیف ماسٹر کہاں بیٹھا ہے۔ اسے کہو کہ سائبرس سے رونالڈ آیا ہے۔ بلواؤ اسے"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ایک سائیڈ پر کھڑا ایک آدمی تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"چھوڑ دو اسے۔ اب اگر اس نے کوئی غلط حرکت کی تو زندہ قبر میں گاڑ دوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ چیف ماسٹر کا کوئی آدمی میرے ہاتھوں ضائع ہو"...... عمران نے اونچی آواز میں جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر پیچھے ہٹا لیا۔ لیکن ساکہ نے چند لمحوں تک کوئی حرکت نہ کی۔ پھر اس نے اس انداز میں حرکت کرنا شروع کی جیسے کسی فلم کا کردار سلوموشن میں حرکت کرتا ہے۔ دل پر پڑنے والے تھپڑ نے اس کے اعصاب کو جیسے منجمد کر دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا سیڑھیوں پر سے اس طرح دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی بڑا رولر سیڑھیاں اتر رہا ہو۔ دوسرے لمحے ایک دیوقامت آدمی جس کی ایک آنکھ خراب تھی جینز اور جیکٹ پہنے نیچے پہنچا۔ اس کے چہرے کے اعصاب غصے کی شدت سے تھرتھرا رہے تھے۔ اکلوتی آنکھ میں سرخی جیسے تھوپ دی گئی تھی۔ اس کے پیچھے مشین گن بردار دو قوی ہیکل آدمی تھے۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ساکہ کو کیا ہوا ہے۔ یہ نیچے گرا پڑا ہے۔ اسے گولی مار دو"...... اس آنے والے نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی

حرکت کرتا ہوا ساکہ چیختا ہوا واپس گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"تم ہو چیف ماسٹر"...... عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں، تم کون ہو اور تم نے کیسے ساکہ کو زیر کر لیا۔ تم لگتے تو چڑیا جیسے ہو"...... اس نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں بتایا نہیں گیا کہ ہمارا تعلق سائبرس سے ہے اور میرا نام رونالڈ ہے۔ کبھی نہیں سنا رونالڈ کا نام۔ تمہارے ایکریمیا کے ریڈ ڈاگز بھی رونالڈ کا نام سنتے ہی اپنی دمیں ٹانگوں میں دبا لیتے ہیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ریڈ ڈاگز کا نام سن کر چیف ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ، اوہ تو تم ہو وہ مشہور زمانہ رونالڈ۔ اوہ، اوہ اچھا اچھا۔ تمہارے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ سانڈ بھی تم سے کترا کر نکل جاتا ہے۔ اوہ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ ویلکم رونالڈ ویلکم"...... چیف ماسٹر نے یکلخت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا سارا غصہ یکلخت ختم ہو گیا تھا۔

"میرا ساتھی چاہتا تو ذرا سا جھٹکا دینے سے اس ساکہ کا دل پھٹ جاتا اور میں چاہتا تو کاؤنٹر کے پیچھے سے اس کے آگے گرنے کے دوران اس کی گردن ٹوٹ چکی ہوتی لیکن میں تمہارا آدمی نہیں مارنا چاہتا تھا۔ اب بھی تم نے اسے مروایا ہے"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"ارے، ارے۔ آؤ رونالڈ ایسے کیڑے مکوڑے تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ آؤ"...... چیف ماسٹر نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا اور واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران، جوزف اور جوانا سمیت ایک وسیع کمرے میں موجود تھا۔ اس کمرے کو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن دیواروں پر ہر طرف نیم عریاں لڑکیوں کی بڑی بڑی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ ایک بڑی تصویر میں دو جنگلی سانڈوں کو لڑتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

"بیٹھو اور بتاؤ کیا پیو گے۔ میرے پاس تین سو سال پرانی شراب بھی ہے"...... چیف ماسٹر نے انہیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ سائیڈ سے گھوم کر بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کچھ نہیں۔ رونالڈ اور اس کے ساتھیوں نے شراب چھوڑ دی ہے۔ کیا تمہیں واقعی اس کی اطلاع نہیں تھی حالانکہ دنیا کے تمام براعظموں میں یہ بریکنگ نیوز کی طرح پھیل گئی تھی"...... عمران نے کہا۔

"اچھا۔ حیرت ہے ساری دنیا جانتی ہے اور مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ بہرحال بتاؤ کیسے آنا ہوا"...... چیف ماسٹر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ تم یہاں ایک سرکاری ایجنسی ڈب سی کے

انچارج بھی ہو اور اس سلسلے میں ہم آئے ہیں" ...... عمران نے کہا تو چیف ماسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تمہارا کیا تعلق ہے کسی سرکاری ایجنسی سے"۔ چیف ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا کسی سرکاری ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ لیکن جن لوگوں کو ہلاک کرنے کا ٹاسک تمہیں دیا گیا ہے یعنی پاکیشیائی ایجنٹوں کا وہ ہمارا بھی ٹارگٹ ہیں اور انہیں ہم نے ہلاک کرنا ہے، تم نے نہیں" ...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں سے تمہارا کیا تعلق ہو سکتا ہے" ...... چیف ماسٹر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"رونالڈ سینڈیکیٹ کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے اور رونالڈ سب کچھ معاف کر سکتا ہے لیکن دھوکہ معاف نہیں کر سکتا" ...... عمران نے کہا۔

"اگر تمہارا مقصد انتقام لینا ہے تو چاہے وہ ہمارے ہاتھوں ہلاک ہوں یا تمہارے ہاتھوں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے" ...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"فرق پڑتا ہے چیف ماسٹر، بہت زیادہ فرق پڑتا ہے۔ رونالڈ اپنا انتقام خود لیتا ہے سمجھے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان کی لاشیں مل جائیں گی اور تمہیں تو دلچسپی ان کی ہلاکت سے ہی ہو گی ان سے تو نہیں۔ اس لئے تم اپنے آدمیوں کو فون کر کے منع کر دو۔ تمہارے

لوگ پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ہم اپنا شکار کھیل سکیں" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر رونالڈ، ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ چیف نے مجھے حکم دیا ہے اور میں نے چیف کا حکم ہر حالت میں بجا لانا ہے" ...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"سوچ لو۔ میں تو اس لئے خود چل کر یہاں آیا ہوں ورنہ رونالڈ سے ملنے کے لئے تو لوگ سالوں اپنی باری کا انتظار کرتے رہتے ہیں" ...... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر وہ تم سے مارے نہ گئے تب" ...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"یہ بات دوبارہ مت منہ سے نکالنا۔ جس طرح تیز رفتار گھوڑے کو چابک مارنے سے وہ بدک جاتا ہے اس طرح تمہاری یہ بات مجھے چابک کی طرح لگی ہے۔ بہرحال آئندہ یہ بات منہ سے نہ نکالنا۔ وہ لوگ یہاں قدم رکھتے ہی دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ چیف ماسٹر کوئی جواب دیتا۔ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور چیف ماسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ...... چیف ماسٹر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام میں خود کر لوں گا۔ تم اسے فوری طور پر کلب کے بلیک روم میں پہنچا دو" ...... چیف ماسٹر نے کہا اور رسیور

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

رکھ دیا۔

"ایک آدمی تو پکڑا گیا ہے باقی بھی پکڑے جائیں گے"...... چیف ماسٹر نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ زندہ ہاتھ آیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہاں، میرے نمبر تو مار کوئیس کا فون تھا۔ میں تو یہاں رہتا ہوں اور صرف احکامات صادر کرتا ہوں۔ کام مار کوئیس کرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ آدمی اس کے آفس پہنچ گیا لیکن وہ اسے پہچان گیا تو اس نے اسے بے ہوش کر دیا۔ وہ اسے ہلاک کر دیتا لیکن میں نے حکم دیا ہوا تھا کہ پہلے ایسے آدمی کی تصدیق ہونا ضروری ہے۔ اس لئے مجھے بتایا کہ وہ ایکریمین میک اپ میں ہے لیکن اس کا میک اپ واش نہیں ہو رہا۔ ویسے جب وہ مار کوئیس کے آفس میں پہنچا تو اس نے ریڈی میڈ میک اپ کر رکھا تھا اور مار کوئیس خود ریڈی میڈ میک اپ کا ماہر ہے۔ اس لئے وہ فوری پہچان گیا کہ یہ آدمی ریڈی میڈ میک اپ میں ہے"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی اسے چیک کریں گے۔ تم اس مار کوئیس کو کہہ دو کہ وہ اب باقی پاکیشیائیوں کو چیک نہ کرے"...... عمران نے کہا۔

"تم پہلے اس گرفتار آدمی سے مل لو۔ پھر یہ بات بھی ہو جائے گی"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے جواب دیا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ہی ہوا تھا کہ چھت سے چٹک چٹک کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کی تیز روشنی کا دھارا عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑا اور عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ کرسی سمیت نیچے کہیں بہت نیچے اترتا چلا جا رہا ہو۔ البتہ آخری احساس ختم ہونے سے پہلے اس کے ذہن میں چیف ماسٹر کا بلند آہنگ قہقہہ گونج رہا تھا۔

ٹائیگر کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحے تک تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن اور اعصاب دونوں بیک وقت منجمد ہو گئے ہوں لیکن پھر جیسے اچانک اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کی لہریں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہو جانے سے پہلے کے تمام مناظر فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ ریڈی میڈ میک اپ کر کے مار کوئیس کے آفس گیا تھا کہ اچانک چھت سے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس پر سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا سا پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ کسی بڑے کمرے میں دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس کے دونوں بازو اوپر کر کے دیوار کے ساتھ کڑوں میں

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

جکڑ دے تھے جبکہ ایک زنجیر ایک کڑے سے نکل کر اس کے ے جسم کے گرد گھوم کر اس کی پنڈلیوں کے قریب دیوار میں موجود کڑے سے منسلک تھی۔ لیکن اس کی پنڈلیاں اور پیر کڑوں سے آزاد تھے۔ گو وہ بے ہوش ہونے کی وجہ سے اپنے بازوؤں اور اپنی ٹانگوں کے بل پر کھڑا ہوا تھا اور اب ہوش آنے پر سیدھا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے بازوؤں میں درد کی لہریں موجود نہ تھیں۔ اس کی وجہ کڑوں کا زیادہ اوپر ہونا نہ تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ٹارچنگ کا تمام سامان موجود تھا۔ لیکن کمرے میں کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر ہوش میں آنے کے بعد صرف اس بات پر حیران تھا کہ مار کوئیس نے اسے زندہ کیوں رکھا تھا۔ بہرحال اس نے اپنے ہاتھ کڑوں پر پھیرنے شروع کر دیئے۔ زنجیریں چونکہ قدرے ڈھیلی تھیں اس لئے اسے کڑوں کو چیک کرنے میں بے حد آسانی محسوس ہو رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے انگلیوں کی مدد سے کڑوں میں موجود بٹن چیک کر لئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ انہیں پریس کر کے ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتا، دروازے کے باہر سے تیز اور بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر نے آنکھیں بند کر لیں اور جسم کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دیا جیسے وہ ابھی تک بے ہوش ہو۔ کیونکہ اسے یہ تو معلوم تھا کہ اسے ریز کے فائر سے بے ہوش کیا گیا ہے اور ایسا آدمی ان ریز کا اینٹی انجکشن کے بغیر ہوش میں نہ آتا تھا۔ یہ دوسری بات تھی کہ ٹائیگر، عمران سے سیکھی ہوئی ذہنی

ورزشیں روزانہ باقاعدگی سے کرتا تھا اور یہ انہی ذہنی ورزشوں کا کمال تھا کہ اسے از خود ہوش آ گیا تھا لیکن وہ اپنے ہوش کو فوری طور پر ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد فولادی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹائیگر جو بند آنکھوں کے درمیان معمولی سی جھری سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا ذہنی طور پر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ آنے والے کافی تعداد میں تھے اور انہوں نے تین افراد کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا کہ جیسے بے ہوش افراد کو اٹھا کر لے جایا جاتا ہے اور پھر جیسے ہی وہ اندر آئے ٹائیگر اچھلنے سے اپنے آپ کو بمشکل روک سکا کیونکہ وہ انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ آنے والے عمران، جوزف اور جوانا تھے۔ عمران کو دو آدمیوں نے اٹھایا ہوا تھا جبکہ جوزف اور جوانا کو تین تین قوی ہیکل افراد نے علیحدہ علیحدہ اٹھایا ہوا تھا۔ پھر ان تینوں کو بھی ٹائیگر کے ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔

"چیف ماسٹر نے انہیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"...... ایک آدمی نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ رونالڈ دنیا کا سب سے خطرناک گینگسٹر سمجھا جاتا ہے۔ چیف ماسٹر کو ابھی شبہ ہے کہ یہ اصل آدمی نہیں ہے لیکن وہ اب چیک کرا رہے ہیں۔ اگر یہ اصل نکلا تو شاید چیف ماسٹر ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگ لیں"...... دوسرے آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر چلیں"...... دوسرے نے کہا اور پہلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"ہم میں سے ایک دو کو یہاں رہنا چاہئے"...... اچانک ایک آدمی نے کہا۔

"یہ بے ہوش ہیں اور بغیر انجکشن لگائے ہوش میں نہیں آ سکتے اور اگر آ بھی جائیں تب بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ چیف ماسٹر کو نجانے تصدیق کرنے میں کتنا وقت لگے۔ اس لئے یہاں کھڑے ہو کر ہم صرف بور ہی ہوں گے"...... دوسرے آدمی نے کہا اور پھر سب نے ہی اس کی بات کی تائید کر دی اور وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے اور فولادی دروازہ ان کے عقب میں بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے نہ صرف آنکھیں کھول دیں بلکہ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں پر حرکت کرنے لگیں اور چند لمحوں بعد یہ محسوس کر کے اس کے ذہن کو زوردار جھٹکا لگا کہ اس کے کڑوں کے بٹنوں کو باقاعدہ پریس کر کے پھیلا دیا گیا ہے اور اب سوائے ان کڑوں کے کاٹنے کے اور رہائی کی کوئی صورت نہ تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ صرف اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں کیا گیا ہے کیونکہ اس کے سامنے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔ لیکن ان کے کڑوں کے بٹنوں کو پریس کر کے نہیں پھیلایا گیا تھا اور پھر جس طرح بجلی کا جھماکا ہوتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی اس کی وجہ بھی آ گئی۔ اس نے چونکہ کرسی کے نیچے راڈز ہٹا دیئے تھے اس لئے انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر کڑوں کے بٹنوں کو پریس کر کے پھیلا دیا تھا۔ اس نے ہاتھوں کو

سکیڈ کر کڑوں سے نکالنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو اس نے بے اختیار طویل سانس لیا۔ اب اس کے پاس سوائے انتظار کرنے کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ اب تو یہی ہو سکتا تھا کہ عمران ہوش میں آئے اور ان زنجیروں سے خود بھی آزادی حاصل کرے اور پھر باقی ساتھیوں کو بھی آزاد کرائے لیکن اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آرہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں بھی ریز ڈانیک سے بے ہوش کیا گیا ہے اور یہ ریز ڈانیک تھوڑی دیر پہلے کیا گیا ہے۔ اس لئے عمران صاحب کی ذہنی مشقوں کے باوجود انہیں ہوش میں آنے میں بہر حال کافی وقت چاہئے تھا اور جو گفتگو اس نے انہیں لے آنے والوں کی سنی تھی اس سے اسے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کسی بھی لمحے وہ لوگ یہاں آکر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور ٹائیگر یہ برداشت نہ کر پا رہا تھا کہ اس کے سامنے عمران اور اس کے ساتھی بے بسی کی موت مر جائیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر کڑوں کے بٹنوں کو پریس کرنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن اس کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہو رہی تھیں اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی جھنجھلاہٹ بڑھتی جا رہی تھی لیکن وہ حقیقتاً بے بس سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کس طرح آزادی حاصل کرے کہ اسے دروازے کی دوسری طرف قدموں کی آواز سنائی دی اور اس کا جسم تن گیا۔ اس نے اب بے ہوش رہنے کی ایکٹنگ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ وہ آنے والوں

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

عمران اور اس کے ساتھیوں کو ختم کرنے آرہے ہیں، اپنی متوجہ کر کے مزید وقت لے سکے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور مشین گنوں سے مسلح دو افراد اندر داخل ہوئے۔

"ارے تمہیں ہوش آگیا۔ کیسے"...... ان میں سے ایک نے ٹائیگر کو ہوش میں دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یہاں لے آنے والا کون تھا"...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا تو وہ دونوں ہی طنزیہ انداز میں ہنس پڑے۔

"اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا مسٹر۔ کیونکہ تم سب کی موت کا حکم دیا جا چکا ہے۔ اس لئے موت کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ ان میں سے ایک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھیوں کو پانی پلا کر ہوش میں لے آؤ۔ پھر بے شک ہم سب کو گولی مار دینا"...... ٹائیگر نے کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر طنزیہ انداز میں ہنس پڑے۔

"ہم کیوں اتنی تکلیف کریں۔ جبکہ تم سب کو بے ہوشی کے دوران ہی گولی مارنے کا حکم دیا گیا ہے"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی جبکہ دوسرا پہلے ہی مشین گن ہاتھوں میں لئے ہوئے تھا۔

"وقت مت ضائع کرو کالگر۔ واپس جا کر چیف ماسٹر کو رپورٹ بھی کرنی ہے"...... دوسرے آدمی نے جو اب تک سوائے دو بار ہنسنے کے خاموش رہا تھا، منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ شخص میری سمجھ میں نہیں آرہا جی۔ یقینی موت کو سامنے دیکھ کر بھی اس کے چہرے پر خوف کے معمولی سے اثرات بھی نہیں ہیں۔ حالانکہ میں نے ایسے وقت میں بڑے بڑے بہادروں کا رنگ زرد پڑتے ہوئے دیکھا ہے"...... کالگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور موت زندگی ان کے لئے کھیل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ نجانے اس آدمی کے ہاتھوں کتنے افراد ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ اب اگر اس کی موت آ گئی ہے تو اس کو کیا فرق پڑتا ہے"...... دوسرے آدمی جی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے ٹائیگر کے ذہن میں یکلخت جھماکا سا ہوا۔ اسے عمران کی بات یاد آ گئی تھی کہ جب کڑوں کے بٹنوں کو پریس کر دیا جائے تو انہیں اوپر سے نیچے دبانے کی بجائے دائیں بائیں دبایا جائے تو بٹنوں کے نیچے موجود میکنزم حرکت میں آجاتا ہے۔

"تھینک یو کالگر۔ تم واقعی بہادر آدمی ہو۔ بہرحال مرنے سے پہلے جانور کو بھی پانی پلا دیا جاتا ہے۔ اگر تم مجھے چار گھونٹ پانی پلوا دو تو کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی"...... ٹائیگر نے فوراً ہی انگلیوں کی مدد سے بٹنوں کو دائیں بائیں دبانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے جنہیں موت کے گھاٹ اتارا تھا کیا انہیں پانی پلایا تھا"...... کالگر نے کہا۔

"نہیں، انہوں نے پانی مانگا ہی نہیں تھا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں اس کے جواب پر بے اختیار ہنس

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

پڑے۔

"اوکے، پھر تمہیں مانگنے کے باوجود پانی نہیں مل سکتا"...... کالگر نے کہا اور مشین گن کو سیدھی کرنے ہی لگا تھا کہ یکلخت کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے نہ صرف دونوں ہاتھ کڑوں سے باہر آگئے بلکہ اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر بھی کھڑکھڑاتی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری تھی۔

"یہ، یہ کیا"...... ان دونوں کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ ٹائیگر کسی بھوکے عقاب کی طرح ان پر جھپٹ پڑا اور اس کے ساتھ ہی تیز فائرنگ اور ایک انسانی چیخ سنائی دیں لیکن ابھی فائرنگ ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور دوسری انسانی چیخ سنائی دی۔

"تمہیں بھی پانی پیے بغیر مرنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے ٹریگر سے انگلی ہٹاتے ہوئے کہا۔ پہلی فائرنگ جی نے کی تھی۔ یہ وہ لمحہ جب ٹائیگر کالگر کے ہاتھوں سے مشین گن جھپٹ کر سائیڈ پر ہوا تھا اور کالگر اس سے مشین گن واپس لینے کے لئے تیزی سے گھوما تھا اور عین اسی لمحے گھبراہٹ میں مڑ کر جی نے فائر کھول دیا تھا لیکن اس کا نشانہ ٹائیگر نہیں بلکہ کالگر بن گیا تھا اور کالگر کی چیخ اور نیچے گرنے سے جی بوکھلایا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اس پر فائر کھول دیا اور اب وہ دونوں فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ جی کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر کچھ دور جا گری تھی۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر وہ پہلے ہی اندازہ کر

چکا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ ویسے بھی ٹارچنگ کے لئے استعمال ہونے والے کمرے ساؤنڈ پروف ہی بنائے جاتے تھے۔ پھر اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور تیزی سے کونے میں موجود لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی تو اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس کی توقع کے عین مطابق الماری کے نچلے حصے میں پانی کی بوتلیں کافی تعداد میں موجود تھیں۔ ٹارچنگ کے دوران چونکہ شکار کو اگر زندہ رکھنا مقصود ہو تو اسے وقفے وقفے سے پانی پلانا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے ٹارچنگ روم میں پانی کی بوتلوں کا ذخیرہ لازماً رکھنا پڑتا ہے۔ اس لئے ٹائیگر کو توقع تھی کہ اس الماری میں پانی کی بوتلیں موجود ہوں گی اور اس کی توقع پوری ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ریز کا ایک توڑ سادہ پانی بھی ہے اس لئے اس نے ایک بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا اور عمران کا سر اٹھا کر پانی کی بوتل کا دہانہ جبراً اس کے منہ میں ڈال کر بوتل کو اوپر کر دیا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد عمران کے حلق سے کچھ پانی نیچے اتر گیا تو ٹائیگر نے بوتل ہٹائی اور پھر جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ان دونوں کو بھی باری باری پانی پلایا۔ اسی لمحے عمران کے جسم کے گرد موجود زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی اور وہ عمران کی طرف مڑ گیا۔ عمران ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب"...... ٹائیگر نے قریب جا کر کہا تو عمران ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"ٹائیگر تم، یہ کون سی جگہ ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی ہوش میں آنے لگ گئے۔ ٹائیگر نے دونوں ہاتھ اٹھا کر عمران کے کڑوں کے عام سے بٹنوں کو پریس کیا تو کھڑکھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی نہ صرف عمران کے ہاتھ کڑوں سے آزاد ہو گئے بلکہ اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر بھی کھڑکھڑاتی ہوئی نیچے فرش پر گر گئی اور ٹائیگر، عمران کی طرف سے بے فکر ہو کر جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں بھی زنجیروں سے آزادی حاصل کر چکے تھے۔

"یہ کون سی جگہ ہے اور یہ لوگ کیسے مرے ہیں"...... عمران نے آگے بڑھ کر جی کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے مختصر طور پر اسے ساری بات بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اصل آدمی مارکو نہیں ہے۔ اسے کور کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اسے کور کر لیا تھا۔ لیکن"...... ٹائیگر کہتے کہتے رک گیا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم بھی تمہاری طرح ریز کا شکار ہوئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس، اس چیف ماسٹر کا خاتمہ بھی ضروری ہے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اگر ٹائیگر یہاں موجود نہ ہوتا اور ہوش میں نہ آتا تو ہم تینوں موت کا شکار ہو چکے ہوتے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ہمیں اس یقینی موت کے منہ سے نکال لیا"...... عمران نے کہا۔

"باس، میرا خیال ہے کہ ان دونوں کی جیبوں میں پسٹلز موجود ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تلاشی لو۔ ہمیں بہرحال اسلحہ کی ضرورت ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے آگے بڑھ کر فرش پر مردہ پڑے ہوئے کالگر اور جی کی جیبوں کی تلاشی لی اور چند لمحوں بعد وہ مشین پسٹلز برآمد کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی اور پھر وہ یہ دیکھ کر واقعی حیران رہ گئے کہ وہ اس راہداری سے گزر کر کلب کی عقبی گلی میں پہنچ گئے تھے۔ شاید یہ خفیہ راستہ تھا۔

"میں اور ٹائیگر مارکوئیس کے پاس جا رہے ہیں۔ تم دونوں اس چیف ماسٹر کا خاتمہ کر کے بندرگاہ پر موجود ہوٹل گرین لائٹ پہنچ جانا۔ وہاں کاؤنٹر پر تم ماسٹر ڈیاس کا نام لو گے تو تمہیں ہوٹل کے مالک اور جنرل مینجر ماسٹر ڈیاس تک پہنچا دیا جائے گا۔ ہمارے پہنچنے تک تم نے وہیں رہنا ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر اپنے آفس میں موجود تھا اور سامنے رکھی فائل پڑھنے میں مصروف تھا لیکن درحقیقت اس کا ذہن مسلسل سانگر کے کیس کی طرف ہی متوجہ تھا۔ وہ دن رات اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ کسی طرح سانگر کامیاب ہو جائے اور وہ ڈاکٹر چیانگ کا فارمولا سانگر کے ذریعے سیکرٹری دفاع تک پہنچا دے تاکہ اس کا ہاتھ اونچا رہے کیونکہ اس کیس کو سانگر کے حوالے اسی نے ہی کرایا تھا۔ اس لئے اب سانگر کی کامیابی اس کی اپنی کامیابی تھی اور سانگر کی ناکامی بہرحال اس کے کھاتے میں ہی پڑے گی۔ ویسے تو اسے کسی اور طرف سے کوئی خدشہ نہ تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شوگرانی ایجنٹ چاہے لاکھ کوشش کر لیں لیکن وہ کسی طرح بھی سانگر تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اسے اصل خدشہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران سے تھا۔ عمران کے بارے میں اسے پاکیشیا سے یہی اطلاع ملی تھی کہ عمران اچانک

پاکیشیا سے غائب ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ نہ ایئرپورٹ پر پہنچا تھا اور نہ ہی اسے چارٹرڈ ایئرپورٹ پر دیکھا گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ پاکیشیائی دارالحکومت میں موجود نہ تھا اور اس کے باورچی کا بیان یہی تھا کہ عمران کسی مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا ہے لیکن باورچی یہ نہ بتا سکتا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے اور اسے معلوم تھا کہ عمران جیسا آدمی کیسے اپنے باورچی کو بتا کر جا سکتا ہے کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اس لئے اس نے لوپاک میں ٹمپ سی کو الرٹ کرا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران سانگر کے پیچھے ہے اور اپنی شہرت کے مطابق اگر عمران نے سانگر کا سراغ لگا لیا ہے تو بہرحال اسے ہر صورت میں لوپاک آنا ہی پڑے گا اور لوپاک سے وہ کسی لانچ کے ذریعے ہی داجل آئی لینڈ پر پہنچ سکتا تھا کیونکہ جہازوں کا وہ روٹ نہ تھا اور ہیلی کاپٹر کو داجل پر موجود حفاظتی انتظامات کے ذریعے فضا میں ہی تباہ کر دیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے سانگر کے چیف گریٹ مین کو بھی ریڈ الرٹ کر دیا گیا تھا۔ اپنے ان انتظامات کی وجہ سے وہ کافی حد تک مطمئن تھا لیکن اس کے باوجود جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے اندر ایک نامعلوم سی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن وہ اس لئے خاموش تھا کہ بار بار اسکاٹ یا گریٹ مین کو فون کر کے خدشات کا اظہار کرنے سے اس کی پوزیشن میں فرق پڑ سکتا تھا۔ اس لئے وہ فائل پڑھنے کے ساتھ ساتھ عمران اور سانگر کے بارے میں سوچ رہا تھا اور دل ہی دل میں مسلسل دعائیں مانگ رہا تھا کہ دس روز گزر جائیں۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ہو سکتا تھا سانگر کے ذریعے اسے مل جائے لیکن ظاہر ہے دس روز ایک لمحے میں تو نہیں گزر سکتے تھے۔ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ اپنے خیالات سے چونک پڑا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جان وکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"لوپاک سے اگسٹس کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"لوپاک سے۔ اوہ ملاؤ فوراً"...... جان وکٹر نے چونک کر کہا۔

اگسٹس اس کا آدمی تھا جسے اس نے لوپاک بھجوایا تھا تاکہ وہ ٹمپ سی کی کارکردگی کے بارے میں اسے رپورٹیں بھجواتا رہے اور جب سے وہ وہاں گیا تھا آج اس کی پہلی کال آئی تھی۔ اس لئے جان وکٹر کا خیال تھا کہ کوئی خاص بات ہوئی ہے اور ظاہر ہے یہ خاص بات یہی ہو سکتی ہے کہ ٹمپ سی کے آدمیوں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔

"ہیلو۔ اگسٹس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ جان وکٹر بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے اگسٹس"۔ جان وکٹر نے تیز لیکن اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہاں ٹمپ سی کے آدمیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... جان وکنز نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ لوپاک میں ڈیپ سی کا انچارج یہاں کا بہت بڑا گینگسٹر چیف ماسٹر ہے جو لوپاک کے بدنام ترین کلب ریڈ ڈراگون کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ اس کا نائب مار کوئیس ہے جو عملی طور پر یہاں ڈیپ سی کا انچارج ہے۔ وہ بھی ایک کلب بلیک اسٹف کا مالک اور جنرل مینجر ہے اور مشہور بدمعاش بھی ہے۔ اس لئے لوپاک میں ڈیپ سی کا بڑا رعب و دبدبہ اور اثر ورسوخ ہے۔ کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ مار کوئیس نے ایک آدمی کو پاکیشیائی ایجنٹ کے طور پر پکڑا ہے اور اسے چیف ماسٹر کے حکم پر ریڈ ڈراگون کلب کے ٹارچنگ روم میں بھجوا دیا گیا ہے تاکہ چیف ماسٹر اس سے پوچھ گچھ کر سکے۔ ادھر یہ بھی اطلاع ملی کہ چیف ماسٹر کے پاس تین آدمی سائبرس کے رونالڈ گروپ کے افراد بن کر پہنچے لیکن چیف ماسٹر کو ان پر شک پڑ گیا اور اس نے انہیں بے ہوش کر کے ٹارچنگ روم میں بھجوا دیا۔ پھر چیف ماسٹر نے سائبرس میں رونالڈ سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ رونالڈ یا اس کے گروپ کا کوئی آدمی لوپاک نہیں گیا۔ چنانچہ چیف ماسٹر کنفرم ہو گیا کہ یہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اس لئے ان سب کو بے ہوشی کے دوران ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ مار کوئیس والا آدمی اور چیف ماسٹر کو ملنے والے تینوں آدمی ٹارچنگ روم سے غائب ہو چکے ہیں جبکہ چیف ماسٹر کے دو آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی تھیں

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

جبکہ یہ سب لوگ ریز اٹیک سے بے ہوش تھے اور بغیر اینٹی انجکشن کے انہیں ہوش نہ آ سکتا تھا اور ان میں سے دو آدمی جو چیف ماسٹر کے پاس آئے تھے، ریڈ ڈراگون کلب کے سامنے نمودار ہوئے۔ یہ دونوں حبشی تھے۔ ایک افریقی حبشی تھا اور ایک ایکریمین حبشی۔ ان دونوں نے ریڈ ڈراگون پر پلک جھپکنے میں پچاسیوں خوفناک اور انتہائی طاقتور میزائل فائر کئے اور پھر غائب ہو گئے۔ ریڈ ڈراگون بری طرح بلکہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گیا اور اس میں موجود چیف ماسٹر سمیت تقریباً ساڑھے تین سو افراد ہلاک ہو گئے۔ ان سب کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے۔ ارد گرد کی عمارتیں بھی تباہ ہو گئیں۔ بے حد خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ دوسری طرف دو آدمی مار کوئیس کے کلب بلیک اسٹف پہنچے اور وہ کافی دیر تک مار کوئیس کے آفس میں رہے۔ پھر وہاں سے نکل گئے اور بعد میں معلوم ہوا کہ مار کوئیس کی لاش اس کے آفس میں پڑی ہوئی ہے اور پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ مار کوئیس کے تحت ڈیپ سی کے اٹھارہ آدمی جو شہر میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر رہے تھے انہیں مار کوئیس نے اپنے ایک اڈے پر فوری اکٹھے ہونے کا حکم دیا۔ یہ اٹھارہ آدمی وہاں اکٹھے ہوئے تو اس عمارت پر دو آدمیوں نے حملہ کر دیا اور یہ اٹھارہ کے اٹھارہ آدمی ہلاک کر دیئے گئے۔ اس لحاظ سے لوپاک میں ڈیپ سی کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے اور یہ چاروں آدمی ابھی تک ٹریس نہیں ہو سکے"...... اگسٹس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جان وکنز کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اپنے اوپر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

"کیا۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو"...... جان وکٹر نے رک رک کر کہا۔

"یس باس، میں پوری تحقیق کے بعد آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"...... اگسٹس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈیپ سی ان کے مقابل ریت کی دیوار ثابت ہوئی ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ لازماً اب واجل آئی لینڈ جائیں گے اور لامحالہ کسی لانچ پر ہی جائیں گے۔ تم بندرگاہ پر اس جگہ کی نگرانی کرو جہاں سے لانچیں ہائر کی جاتی ہیں"...... جان وکٹر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈیپ سی کا چیف اسکاٹ جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ"...... جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ اس کے ذہن میں جو خدشات تھے وہ درست ثابت ہو رہے تھے لیکن اسے بہرحال اتنا اطمینان ضرور تھا کہ سانگر پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے اس طرح

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ثابت نہیں ہوگی جس طرح ڈیپ سی ثابت ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جان وکٹر نے کہا۔

"مسٹر اسکاٹ سے بات کیجئے باس"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ اسکاٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈیپ سی کے چیف اسکاٹ کی آواز سنائی دی۔

"اسکاٹ تمہیں لوپاک میں ہونے والی واردات کا علم ہوا ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ہاں، مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے۔ میرا وہاں مکمل سیٹ اپ ہی ختم کر دیا گیا ہے"...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے آدمی اس قدر غیر تربیت یافتہ تھے کہ چار آدمی ان سے نہیں سنبھالے گئے"...... جان وکٹر نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"میرے آدمیوں سے ایک غلطی ہوئی ہے کہ وہ انکوائری کے چکر میں پڑ گئے اور انہوں نے ان کا فوری خاتمہ نہیں کیا ورنہ میرے آدمیوں نے ان چاروں کو بے ہوش کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا تھا"...... اسکاٹ نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ واقعی یہ ان کی مہلک غلطی تھی۔ کیا اب وہاں تمہارا فوری طور پر کوئی اور سیٹ اپ ہے جو ان پاکیشیائیوں کو ٹریس کر سکے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"نہیں۔ فی الحال تو نہیں ہے"...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر میں کوئی اور انتظام کرتا ہوں۔ گڈ بائی"...... جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ نمبر پریس کرتا رہا پھر دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف بلیک شیڈو جان وکٹر بول رہا ہوں۔ گریٹ مین سے بات کراؤ"...... جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس، ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ گریٹ مین بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد گریٹ مین کی بھاری آواز سنائی دی۔

"گریٹ مین۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس وقت لوپاک میں موجود ہیں اور وہ کسی بھی لمحے داجل آئی لینڈ پر پہنچ سکتے ہیں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"آپ کو کیسے اطلاع مل گئی ہے"...... دوسری طرف سے گریٹ مین نے کہا۔

"میں نے وہاں سرکاری ایجنسی ٹی پی سی کی ڈیوٹی لگائی تھی لیکن ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ چار آدمی لوپاک پہنچے اور انہوں نے ریڈ ڈراگون کلب کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے اور لوپاک میں ٹی پ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ی کے انچارج چیف ماسٹر کو ہلاک کر دیا۔ اس کے نائب مار کو نہیں بلکہ اس کے اٹھارہ آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے"...... جان وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہی رپورٹ ملی ہے کہ لوپاک میں ریڈ ڈراگون کلب کو بموں سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ وہ اگر ادھر کا رخ کریں گے تو ان کی موت یقینی ہے۔ سانگر اپنی اور اپنے آدمیوں کی حفاظت کرنا جانتی ہے"...... گریٹ مین نے کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم ہے ورنہ میں حکومت ایکریمیا کو سانگر کا نام ہی نہ دیتا۔ مجھے فکر صرف اس بات کی ہے کہ وہ سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے کو نہ چھڑوا کر لے جائیں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسا قطعی ممکن ہی نہیں ہے"...... دوسری طرف سے بڑے قطعی لہجے میں کہا گیا۔

"او کے۔ بہرحال کوئی بھی خلاف معمول بات ہو تو تم نے مجھے اطلاع دینی ہے اور ہاں۔ یہ بھی سن لو کہ ان لوگوں کو معمولی سا وقفہ بھی نہیں ملنا چاہئے ورنہ یہ لوگ سچوئیشن بدل دینے کے ماہر ہیں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں۔ سانگر اپنا کام بخوبی سرانجام دے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو جان وکٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

گرین لائٹ ہوٹل کے ایک تہہ خانے میں جوزف اور جوانا بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ابھی یہاں پہنچے تھے۔ انہوں نے عمران کی ہدایت کے مطابق کاؤنٹر پر ماسٹر ڈیاس کا نام لیا تھا تو انہیں فوراً ماسٹر ڈیاس کے آفس پہنچا دیا گیا جہاں لحیم شحیم ماسٹر ڈیاس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ان کا استقبال کیا اور پھر انہیں عمران کی آمد تک آرام کرنے کے لئے اس تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا تھا۔

"تمارا ڈپریشن کچھ دور ہوا ہے یا نہیں"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے جوانا سے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ڈپریشن کیا دور ہونا ہے۔ ماسٹر یہ سارے کام مجھ پر چھوڑ دیتا تو ذرا ہاتھ مزید کھل جاتا"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر ٹائیگر ہمت نہ کرتا تو ہم دونوں اس وقت کسی گٹر میں لاشوں کی صورت میں تیر رہے ہوتے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ باس نے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ٹائیگر کی کس طرح کھل کر تعریف کی تھی"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں، ٹائیگر واقعی ماسٹر کا شاگرد ثابت ہو رہا ہے۔ وہ واقعی ماسٹر کے نقش قدم پر چل رہا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں سے واپسی پر تمہیں اب ٹائیگر کے نقش قدم پر چلنا پڑے گا"...... جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا مجھے ٹائیگر کا شاگرد بنایا جا رہا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا"...... جوانا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ٹائیگر کی بات کر رہے ہو۔ مجھے اگر باس حکم دے تو میں سلیمان کا شاگرد بننے کے لئے تیار ہوں۔ میرے نزدیک باس کا حکم اٹل ہوتا ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تمہارے اور میرے درمیان فرق ہے جوزف۔ تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ میں نہیں کر سکتا۔ تم واقعی ماسٹر کے حکم پر سلیمان کے شاگرد بن سکتے ہو میں نہیں"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ باس خود سلیمان کا شاگرد ہے"...... جوزف نے کہا تو جوانا اس طرح اچھل پڑا جیسے کرسی میں اچانک ہائی وولٹیج الیکٹرک کرنٹ آ گیا ہو۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سلیمان محض باورچی ہے"...... جوانا نے کہا۔

"وہ عملی کام نہیں کرتا لیکن اس کا ذہن بے حد کام کرتا ہے۔ جب

باس کسی مسئلے پر پھنس جاتا ہے اور اسے کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آتا تو وہ سلیمان سے مشورہ کرتا ہے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ سلیمان کا مشورہ ایسا کامیاب اور عملی ہوتا ہے کہ باس کی ساری الجھنیں دور ہو جاتی ہیں"...... جوزف نے جواب دیا۔

"ماسٹر سلیمان سے مشورہ کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ حیرت ہے"...... جوانا نے کہا۔

"اصل میں باس کا ذہن بے حد کھلا ہے۔ اس کی نظر میں سیٹوں کی کوئی اہمیت نہیں آدمیوں کی اہمیت ہے۔ سلیمان باورچی ہے تو کیا ہوا۔ باس اس کے ذہن کا قائل ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تم یہ کیا کہہ رہے تھے کہ مجھے ٹائیگر کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔ کیا مطلب ہوا اس کا"...... جوانا نے کہا۔

"یہ مشورہ بھی سلیمان نے باس کو دیا ہے کہ تم واقعی بے حرکت ہو کر رہ گئے ہو۔ اس لئے تمہیں ٹائیگر کی طرح انڈر ورلڈ میں کھل کر اور اپنی مرضی سے کام کرنے کا موقع دیا جائے"...... جوزف نے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے"...... جوانا نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"ماسٹر نے خود بتایا تھا جب ہم سمندری راستے سے کافرستان جا رہے تھے اور میں نے سلیمان کے مشورے کی تائید کی تھی"۔ جوزف نے جواب دیا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔

"واقعی مشورہ تو اچھا ہے۔ میں ایک کلب بناؤں گا جس میں ایسے لوگوں کا باقاعدہ گروپ بناؤں گا جو انڈر ورلڈ میں بڑے بڑے اژدہوں

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

سازشیں کریں گے اور میں ان کا خاتمہ کروں گا"...... جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے ساتھ ساتھ تمہیں ایک اور کام بھی کرنا ہوگا"۔ جوزف نے کہا۔

"وہ کیا"...... جوانا نے چونک کر پوچھا۔

"اور یہی وہ اصل کام ہے جس کے لئے تمہیں انڈر ورلڈ میں بھیجا جائے گا"...... جوزف نے کہا۔

"کونسا کام۔ کچھ بتاؤ بھی سہی"...... جوانا نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو کام انڈر ورلڈ میں رہ کر ٹائیگر کرتا ہے۔ وہ پارٹیوں سے رابطے رکھتا ہے اور جیسے ہی اسے کسی ایسی سازش یا ایسے کسی اقدام کا پتہ چلتا ہے کہ جس کے ذریعے پاکیشیا کے مجموعی مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو وہ اس بارے میں باس کو اطلاع دیتا ہے اور باس فوری اقدام کر کے اس سازش کا خاتمہ کر دیتا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اوہ، پھر تو میں وہ کام نہیں کر سکتا جو میں نے پہلے بتایا ہے۔ ورنہ تو لوگ مجھ سے رابطے ہی نہ رکھیں گے۔ بہرحال ٹھیک ہے میں دیکھوں گا کہ انڈر ورلڈ میں میری کیا جگہ بنتی ہے"...... جوانا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران اور اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوئے تو جوزف اور جوانا دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم دونوں نے بڑا زبردست ہنگامہ کیا ہے۔ پورا کلب ہی زمین بوس کر دیا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ تو اس سے بھی زیادہ کے قابل تھے ماسٹر۔ میں تو چن چن کر انہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن جوزف نے مجھے ایسے کرنے سے روک دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس صورت میں چیف ماسٹر غائب ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوراً ہمیں سپیشل مارکیٹ جا کر میزائل گنیں خریدنا پڑیں"۔۔۔۔۔۔ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال تم نے ایک ہی قدم اٹھا کر پورے لوپاک پر اپنی دہشت طاری کر دی ہے۔ مجھے ماسٹر ڈیاس بتا رہا تھا کہ پورے لوپاک میں لوگ تم دونوں سے انتہائی خوفزدہ ہو رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا اسے مسکراتے دیکھ کر اس طرح خوش ہو گیا جیسے عمران نے مسکرا کر اس کے اقدام پر انتہائی پسندیدگی کا اظہار کر دیا ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔

"میرا نام لوگر ہے۔ مجھے ماسٹر ڈیاس نے آپ کے پاس بھیجا ہے"۔۔۔۔۔۔ بوڑھے نے بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

"بیٹھو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بوڑھا ایک کرسی پر اس طرح سمٹ کر بیٹھ گیا جیسے عمران نے اسے غلطی سے کرسی پر بیٹھنے کا کہہ دیا ہو اور کسی بھی لمحے اسے دوبارہ اٹھنا پڑ جائے گا۔

"لوگر۔ مجھے ماسٹر ڈیاس نے بتایا ہے کہ تم حال ہی میں دا

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

جزیرے پر جا چکے ہو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے لوگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور بوڑھے لوگر نے نوٹ اس طرح جھپٹا جیسے ایک لمحے کا توقف بھی ہو گیا تو شاید نوٹ غائب ہو جائے گا اور اسی تیزی سے اس نے نوٹ کو جیب میں رکھ لیا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ میں گذشتہ ہفتے داجل گیا تھا"۔۔۔۔۔۔ لوگر نے جواب دیا۔

"کس طرح گئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ لانچ کو بھی سمندر میں ہی تباہ کر دیا جاتا ہے اور جو بھی وہاں قدم رکھتا ہے اسے بھی درختوں میں چھپی ہوئی مشین گنوں سے گولی مار دی جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ لیکن یہ تمام انتظامات جزیرے کے شمالی حصے کی طرف ہیں کیونکہ یہ علاقہ دلدلی نہیں ہے۔ جبکہ جنوبی حصے کی زمین دلدلی ہے۔ وہاں گھنا جنگل بھی ہے اور جھاڑیاں بھی ہیں۔ وہاں کوئی اجنبی زیادہ دور جا ہی نہیں سکتا۔ کسی نہ کسی دلدل میں اتر کر غائب ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہاں ایسے انتظامات نہیں۔ میں لانچ پر نہیں گیا تھا۔ میں غریب آدمی ہوں لانچ کا کرایہ کہاں ادا کر سکتا ہوں۔ ماہی گیروں کی کشتیاں ادھر جاتی ہیں لیکن یہ وہاں گاس ٹاپو کے باہر سے مڑ جاتی ہیں۔ گاس ٹاپو داجل

جزیرے سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ میں ایک کشتی میں گاس ٹاپو پر
گیا اور پھر وہاں سے میں تیرتا ہوا جزیرے پر گیا اور جنوبی حصے میں چڑھ کر اندر گیا تھا"...... بوڑھے لوگر نے کہا۔

"وہاں تم کیا کرنے گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ اگر کسی کو نہ بتائیں تو میں بتا دیتا ہوں"...... لوگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بے فکر ہو کر بتا دو۔ لیکن سچ بتانا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ اس جزیرے پر ڈینا قبیلہ رہتا ہے۔ ان کا سردار تاگوئی میرا بیٹا ہے۔ میں اس سے ملنے گیا تھا"...... لوگر نے جواب دیا۔

"تمہارا بیٹا۔ کیا مطلب۔ تم ڈینا قبیلے سے تعلق رکھتے ہو اور اگر رکھتے ہو تو پھر سردار تمہیں ہونا چاہئے تھا۔ تمہاری زندگی میں تمہارا بیٹا کیسے سردار بن سکتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا یا میرے بیٹے کا تعلق ڈینا قبیلے سے نہیں ہے۔ وہ اپنی مہارت سے قبیلے کا سردار بن گیا ہے۔ میں بوڑھا ہونے سے پہلے ماہی گیر تھا اور میرا بیٹا بھی۔ پھر ڈینا قبیلے کا سردار فوت ہو گیا۔ ان کے ہاں رواج ہے کہ وہی سردار بنتا ہے جو دلدل میں رہنے والی خاص مچھلی کوشو کو پکڑ سکے۔ کوشو کو مچھلی دلدل کے اندر رہتی ہے اور اسے پکڑنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے لیکن میں نے بزرگوں سے سنا تھا کہ کوشو کو مچھلی سفید کینچوے کی بو دلدل کی تہہ سے بھی سونگھ لیتی ہے اور اسے کھانے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کے لئے کھنچی چلی آتی ہے۔ جب پورے قبیلے میں کوئی بھی کوشو کو مچھلی نہ پکڑ سکا تو قبیلے کے لوگ پریشان ہو گئے اور ان میں سے کئی یہاں [illegible] میں آ کر ماہی گیروں سے ملے اور انہیں بتایا تو میرے بیٹے نے قبیلے کا سردار بننے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ وہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ اس کے پاس سفید کینچوا تھا۔ اس نے سفید کینچوے کی مدد سے کوشو کو مچھلی پکڑ لی اور وہ قبیلے کا سردار بن گیا اور اب وہ وہیں رہتا ہے۔ میں اکثر اس کے پاس جاتا ہوں۔ وہ خاموشی سے مجھے بھاری رقم دے دیتا ہے اور میں اس رقم سے جی بھر کر شراب پیتا ہوں، جوا کھیلتا ہوں لیکن اس بات کا کسی کو علم نہیں ہے۔ سوائے میرے بیٹے کے وہ مجھے جنوبی حصے میں آ کر ایک خاص جگہ پر ملتا ہے اور میں اس سے مل کر اور اس سے رقم لے کر واپس آ جاتا ہوں"...... لوگر نے جواب دیا۔

"وہ وہاں کیوں رہتا ہے اور اس کے پاس بھاری رقم کہاں سے آتی ہے"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ اب سب کچھ بتا دیا ہے تو یہ بھی بتا دوں کہ سردار قبیلے کی ہر عورت کا مالک ہوتا ہے اور میرا بیٹا قبیلے کی عورتوں کا دیوانہ ہے۔ اس لئے وہ وہاں خوشی سے رہتا ہے اور جہاں تک رقم کا تعلق ہے تو یہ رقم نقد نہیں ہوتی۔ منشیات کی شکل میں ہوتی ہے۔ وہاں کسی بڑی تنظیم کے منشیات کے سٹور ہیں۔ میرا بیٹا وہاں سے کچھ منشیات حاصل کر لیتا ہے اور میں وہ منشیات یہاں لا کر فروخت کر کے رقم حاصل کر لیتا ہوں"...... لوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تمہارا بیٹا ہے۔ پھر وہ تم سے چھپ کر کیوں ملتا ہے جبکہ وہ قبیلے کا سردار بھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب، وہ قبیلے کا سردار اس لئے ہے کہ اس نے سفید کیکڑے کی مدد سے کوشو کو مچھلی پکڑ لی تھی۔ اس لئے صدیوں کے رواج کے مطابق قبیلے والوں کو اس کی سرداری قبول کرنا پڑی لیکن یہ بھی وہاں کا رواج ہے کہ وہ کسی اجنبی کو برداشت نہیں کرتے"...... بوڑھے لوگر نے جواب دیا۔

"اگر ہم وہاں جائیں تو کیا تمہارا بیٹا ہماری کوئی مدد کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس قسم کی مدد جناب"...... لوگر نے چونک کر پوچھا۔

"کسی بھی قسم کی۔ مثلاً ہم چند روز وہاں رہ سکیں"...... عمران نے کہا۔

"چند دن تو نہیں البتہ چند گھنٹوں کی بات ہو سکتی ہے۔ سورج طلوع ہونے سے سورج غروب ہونے تک اگر میرا بیٹا چاہے تو آپ کو رواج کے مطابق پناہ دے سکتا ہے۔ مجھے اس نے خود بتایا تھا لیکن یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ پناہ دیتا ہے یا نہیں"...... بوڑھے لوگر نے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تمہارا بیٹا یہاں بھی آتا رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ سردار کو جزیرے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اسے ساری زندگی وہیں رہنا پڑے گا اور میرا بیٹا اس میں خوش

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ہے کیونکہ ڈینا قبیلے کی عورتیں بے حد خوبصورت اور جوان ہوتی ہیں اور ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور میرا بیٹا سب کا مالک ہے"۔ بوڑھے لوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس قبیلے کی تعداد کتنی ہوگی"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈیڑھ دو ہزار تو ہوگی"...... لوگر نے جواب دیا۔

"تم کوئی خاص نشانی دے سکتے ہو جو تمہارے بیٹے کو دے کر بتایا جا سکے کہ ہماری تم سے بات ہو چکی ہے"...... عمران نے کہا تو بوڑھے لوگر نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی ایک پرانی سی انگوٹھی اتار کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ اسی کی دی ہوئی ہے۔ وہ اسے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ لیکن جناب وہ میرا بیٹا ضرور ہے لیکن اب وہ قبیلے کا سردار بھی ہے۔ اس لئے میں معافی چاہتا ہوں کہ اگر وہ آپ سے بدتمیزی کرے یا کوئی غلط حرکت کرے"...... بوڑھے لوگر نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو"...... عمران نے کہا اور انگوٹھی جیب میں ڈال کر اس نے بڑی مالیت کے چند نوٹ جیب سے نکال کر لوگر کو دیئے اور اسے جانے کی اجازت دے دی۔ لوگر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"باس، یہ بوڑھا سمندر میں کیسے تیر سکتا ہوگا۔ اس سے تو پوری طرح چلا بھی نہیں جا سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ پرانا ماہی گیر ہے اور یہ لوگ تو خود مچھلی ہوتے ہیں اور مچھلی کے بچے کو کون تیرنا سکھاتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، ہمارا وہاں مشن کیا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"اس جزیرے اور اس سے ملحقہ جزیرے راتھ پر ایک مافیا کا قبضہ ہے جسے سانگر مافیا کہا جاتا ہے۔ اس مافیا کا ہیڈ ایک آدمی گریٹ مین نامی ہے۔ یہ مافیا منشیات کے دھندے کو کنٹرول کرتی ہے۔ شوگران کا ایک سائنسدان ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہا ہے جس سے خلا میں موجود کسی بھی سیٹلائٹ کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ایکریمیا یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن وہ خود سامنے بھی نہیں آنا چاہتا۔ چنانچہ اس سانگر مافیا کو آگے کیا گیا ہے اور انہوں نے اس سائنسدان کے جوان بیٹے کو اغوا کر لیا ہے اور اس کی رہائی کے بدلے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر فارمولا ان کے حوالے نہ کیا گیا تو سائنسدان کے بیٹے کو ہلاک کر دیا جائے گا اور پھر اس کی جوان بیٹی کو اغوا کر لیا جائے گا۔ ہم نے سائنسدان کے بیٹے کو بھی چھڑوانا ہے اور اس سانگر مافیا کے انچارج کا بھی خاتمہ کرنا ہے۔ اس کی پشت پر بلیک شیڈو کا انچارج جان وکٹر ہے۔ اس کا خاتمہ بھی کرنا ہے جبکہ اس سائنسدان نے دس روز کی مہلت لی ہوئی ہے۔ تاکہ وہ اس فارمولے کو مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد فوری طور پر ان سب کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس، پھر ہمیں اس بلیک شیڈو کے خلاف بھی تو کام کرنا چاہئے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کا مجھے علم ہے۔ ایک ہی ریڈ میں اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اصل مسئلہ اس اغوا شدہ کی رہائی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر، آپ نے دو جزیروں کی بات کی ہے لیکن آپ کی تمام کارروائیاں ایک ہی جزیرے تک محدود ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"بڑا جزیرہ داجل ہے اور کہا جاتا ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر اس جزیرے پر ہے۔ دوسرا چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ وہاں شاید صرف سٹور ہوں۔ بہرحال پہلے اس داجل آئی لینڈ کو چیک کر لیں۔ پھر اس جزیرے راتھ کو بھی دیکھ لیں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سانگر کا چیف گریٹ مین راتھ جزیرے میں اپنے آفس میں بیٹھا معمول کے کاموں میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"...... گریٹ مین نے کہا۔

"شوگر بول رہا ہوں باس لوپاک سے"...... ایک مردانہ لیکن انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیوں کال کی ہے"...... گریٹ مین کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"باس، ڈینا قبیلے کے سردار تاگوئی کے باپ اولڈ لوگر کے پاس اچانک بھاری دولت آ گئی ہے"...... شوگر نے کہا تو گریٹ مین کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو پھر"...... گریٹ مین نے غراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ لوگر مسلسل شراب پینے کا عادی ہے اور ساتھ ہی جوا بھی

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کھیلتا ہے۔ اس لئے اس کے پاس اکثر پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہوتی اور وہ لوگوں سے بھیک مانگ کر گزارہ کرتا ہے۔ اس کے پاس اچانک بھاری رقومات دیکھ کر لوگ چونک پڑے اور لوگوں کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس نے اپنے بیٹے سردار کے بارے میں معلومات ایک گروپ کو فروخت کی ہیں۔ یہ اطلاع جب مجھے ملی تو میں چونک پڑا۔ میں نے اسے گھیر لیا اور پھر اس نے کچھ رقم کے بدلے بتایا ہے کہ گرین لائٹ ہوٹل کے تہہ خانے میں اس کی ملاقات گرین لائٹ ہوٹل کے مینجر اور مالک ماسٹر ڈیاس کی معرفت چار آدمیوں کے ایک گروپ سے ہوئی ہے۔ اس گروپ میں دو مقامی آدمی تھے جبکہ دو حبشی تھے۔ ایک ایکریمین اور دوسرا افریقی۔ انہوں نے داجل جزیرے کے بارے میں اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی ہیں اور خاص طور پر اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا ہے اور انہوں نے اس سے ایک انگوٹھی بھی لی ہے جسے دکھا کر وہ سردار تاگوئی کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں اور باس اس سے پہلے ان دو حبشیوں نے ریڈ ڈراگون کلب کو میزائلوں سے تباہ کر دیا ہے"...... شوگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس بار اس کی بات سن کر گریٹ مین چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں جان وکٹر کی کال آ گئی تھی۔

"یہ گروپ اب کہاں ہے"...... اس بار گریٹ مین نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"معلوم کرنا پڑے گا باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"معلوم کر کے مجھے بتاؤ جلدی۔ اگر یہ گروپ وہاں موجود ہو تو ان کی جگہ کی پوری تفصیل بتاؤ"...... گریٹ مین نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور گریٹ مین نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سردار تاگوئی سے بات کراؤ"...... گریٹ مین نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گریٹ مین نے کہا۔

"سردار تاگوئی سے بات کریں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... گریٹ مین نے کہا۔

"تاگوئی بول رہا ہوں آقا۔ حکم"...... چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہارا باپ جس کا نام لوگر ہے لوپاک میں رہتا ہے"۔ گریٹ مین نے کہا۔

"ہاں آقا"...... سردار تاگوئی نے اسی طرح منمناتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"چار آدمیوں کا گروپ جن میں دو مقامی آدمی ہیں اور دو حبشی۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ایک افریقی نژاد حبشی اور ایک ایکریمین نژاد حبشی۔ یہ گروپ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے جزیرے پر پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے تمہارے باپ کو دولت دے کر اس سے یہاں کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کی ہیں اور تمہارے باپ نے انہیں تمہارے لئے کوئی نشانی بھی دی ہے تاکہ وہ تم سے کوئی امداد حاصل کر سکیں۔ اگر تو یہ گروپ لوپاک میں ہیں تو وہاں ہمارے آدمی انہیں ہلاک کر دیں گے لیکن اگر یہ داجل پہنچیں اور تمہارے جنوبی حصے میں آئیں تو ہمیں فوری طور پر ان کی لاشیں چاہئیں ورنہ تم جانتے ہو کہ تم سمیت تمہارے پورے قبیلے کو ایک لمحے میں لاشوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے"...... گریٹ مین نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔

"آپ کی خاطر میں اپنے باپ کو بھی گولی مار سکتا ہوں آقا۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہاں کوئی اجنبی ایک لمحہ بھی زندہ نہ رہے گا"...... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ منمناتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا۔ تمہاری اور تمہارے قبیلے کی معمولی سی غفلت تم سب کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے اور اگر یہ لوگ یہاں پہنچیں تو انہیں ہلاک کر کے فوراً مجھے اطلاع دینا"...... گریٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ یہاں آ کر کیا کریں گے۔ داجل میں انہیں سوائے موت کے اور کیا مل سکتا ہے"...... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ اپنے معمول کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر بعد فون

کی گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا تو اسے بتایا گیا کہ لوپاک سے شوگر کی کال ہے۔

"یس، کیا رپورٹ ہے"...... گریٹ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس، یہ گروپ ہوٹل گرین لائٹ سے جا چکا ہے۔ میں نے بندرگاہ سے معلومات حاصل کی ہیں تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ چار آدمیوں کا گروپ ایک لانچ کے ذریعے جزیرہ کاشائی چلا گیا ہے اور وہ اب تک وہاں پہنچنے والے ہوں گے"...... دوسری طرف سے شوگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"جزیرہ کاشائی۔ وہاں کیا کرنے گیا ہے وہ گروپ۔ وہ جزیرہ تو ہم سے کافی دور ہے"...... گریٹ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ یہ لوگ جزیرہ کاشائی سے کوئی اور لانچ لے کر داجل پہنچیں گے۔ اس طرح وہ براہ راست داجل کے جنوبی حصے تک پہنچ جائیں گے"...... شوگر نے کہا۔

"اوکے۔ آنے دو انہ

کی ہلاکت کا مکمل انتظام موجود
ر رکھ کر وہ دوبارہ اپنے کام میں
طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔
ں چیک ہو جاتے اور ان کی
اگر یہ شمالی حصے میں پہنچ
ے گی اور اگر جنوبی حصے
کی موت کا باعث بن

مین نے کہا۔

"ہاں آقا"...... جواب دیا۔

"چار آدمیوں کا گروپ جن میں

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

جائے گا"...... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں سامنے موجود ایک کاغذ پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

کاشائی ایک بڑا جزیرہ تھا جہاں سیاحوں کی بھی آمدورفت رہتی تھی۔ اس لئے یہاں ہر قسم کے کلب، ہوٹل اور جوا خانے بھی موجود تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت لوپاک سے ایک لانچ کے ذریعے کاشائی پہنچا تھا چونکہ جزیرہ کاشائی لوپاک سے خاصے فاصلے پر تھا اس لئے انہیں لانچ نے تین گھنٹوں بعد یہاں پہنچایا تھا۔ وہ سب اس وقت کاشائی کے شمالی حصے پر بنے ہوئے ساحل پر موجود تھے۔ یہ ساحل خاصا خوبصورت تھا اور کاشائی سیاحوں کے لئے سب سے پسندیدہ جگہ تھی اس لئے یہاں ملکی یا غیر ملکی سیاحوں کی کثرت موجود تھی۔ ساحل کا ایک چھوٹا سا حصہ عوام الناس کے لئے تھا جبکہ اس چھوٹے حصے کے اوپر عام سا اور ویران ساحل دور تک چلا گیا تھا اور یہاں کوئی آدمی نہ جاتا تھا۔ ہر طرف جھاڑیاں اور درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس ویران ساحل پر درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

قریب کھڑے تھے۔ اس وقت سورج کی روشنی سے سارا ساحل منور ہو رہا تھا اور سمندر کی ابھرتی اور نیچے گرتی ہوئی لہریں جہاں تک نظر جاتی تھی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے بار بار مقامی زبان اور لہجے میں کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس، ایری بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہم ساحل پر مخصوص جگہ پہنچ چکے ہیں۔ ابھی تک تمہاری آمد نہیں ہوئی۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہم راستے میں ہیں۔ نصف گھنٹے میں پہنچ جائیں گے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

جوزف، جوانا اور ٹائیگر تینوں نے اپنی کمروں پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بیگ باندھ رکھے تھے جن میں ضروری اسلحہ اور تیراکی کے جدید ترین لباس موجود تھے۔

"باس، آپ کی بات سردار تاگوئی سے ہوئی ہے یا نہیں"۔ ٹائیگر نے پوچھا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تاگوئی کے پاس جانے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ماسٹر ڈیاس

کے آدمیوں نے رپورٹ دی ہے کہ سانگر کے ایک آدمی شوگر اور بوڑھے لوگر کی ملاقات ہو چکی ہے اور لوگر نے اسے ہمارے بارے میں ساری تفصیل بتا دی ہے۔ لامحالہ اس شوگر نے گریٹ مین کو رپورٹ دے دی ہو گی اور گریٹ مین نے سردار تاگوئی کو الرٹ کر دیا ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اسی لئے آپ براہ راست داجل جانے کی بجائے کاشانی آئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ادھر آنا ویسے بھی ضروری تھا کیونکہ لوپاک سے ہمیں بہر حال پہلے شمالی حصے کی طرف جانا پڑتا اور پھر گھوم کر جنوبی حصے کی طرف۔ کیونکہ اردگرد کا سمندر وہاں طوفانی ہے جبکہ کاشانی سے ہم براہ راست جنوبی حصے میں اتر جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ماسٹر، ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے رات ہو جائے گی۔ رات کے وقت اس دلدلی گھنے جنگل میں ہم کیا کر سکیں گے"...... جوانا نے کہا۔

"جوزف ہمارے ساتھ ہے اور جوزف کو دلدلیں رات کو بھی اس طرح نظر آئیں گی جیسے ہمیں دن کو۔ ہم نے وہاں سردار تاگوئی کو اغوا کرنا ہے اور اس سے اس اغوا شدہ سائنسدان کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر واقعی تقریباً نصف گھنٹے بعد دور سے ایک بڑی اور جدید انداز کی لانچ آتی دکھائی دی۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"یہ ایمری کون ہے باس اور یہ لانچ کہاں سے آ رہی ہے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ایمری اس لانچ کا کپتان اور مالک ہے اور یہ لانچ خاصی جدید بھی ہے اور اس میں دوسری لانچوں کو تباہ کرنے اور اپنی حفاظت کرنے کے خصوصی آلات بھی موجود ہیں۔ دوسرے لفظوں میں تم اسے نیم فوجی لانچ بھی کہہ سکتے ہو۔ یہ لانچ ایک ڈرگ گروپ کے لئے کام کرتی ہے۔ اس لانچ کی وجہ سے ہمیں جزیرے سے کسی میزائل یا ریز سے سمندر میں بھی تباہ نہ کیا جا سکے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ کنارے پر آ لگی اور وہ سب عمران سمیت لانچ میں پہنچ گئے۔ ایمری لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کی ساری زندگی سمندر میں ہی گزری ہے۔ ان کے سوار ہوتے ہی لانچ واپس مڑ گئی اور تھوڑی دیر بعد کھلے سمندر میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"مسٹر مائیکل، داجل کے جنوبی حصے میں تو انتہائی خطرناک خفیہ دلدلیں ہیں اور وہاں نیم وحشی قبیلہ بھی رہتا ہے۔ آپ وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں"...... ایمری نے پاس بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس قبیلے کے سردار سے ملاقات کرنے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں"...... ایمری نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہم اس قبیلے کی دستاویزی فلم بنانا چاہتے ہیں"....... عمران نے جواب دیا تو ایمری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن آپ اس سے ملاقات کیسے کریں گے۔ وہ لوگ تو اجنبیوں کو دیکھتے ہی ہلاک کر دیتے ہیں اور آج کل تو سانگر نے انہیں انتہائی جدید مشین گنوں سے مسلح کر رکھا ہے"....... ایمری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم سفید جھنڈا لے کر ان کی طرف بڑھیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ اس کا احترام کریں گے"....... عمران نے کہا۔

"گڈ، واقعی یہ آئیڈیا تو میرے ذہن میں بھی نہ تھا"....... ایمری نے اس بار پوری طرح مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً شام کے قریب دور سے واجل جزیرہ نظر آنے لگ گیا۔ عمران نے گلے میں پڑی ہوئی انتہائی طاقتور دوربین آنکھوں سے لگالی۔

"ساحل پر چند افراد موجود ہیں"....... عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہماری لانچ انہیں نظر آ رہی ہوگی"....... ایمری نے جواب دیا۔

"ٹائیگر تمہارے بیگ میں سفید جھنڈا موجود ہے۔ اسے نکال کر لانچ کے سرے پر لگا دو"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے چند ہی لمحوں بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ لانچ کی رفتار اب کم ہو گئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ جزیرے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جزیرے پر

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

انتہائی گھنا جنگل تھا اور شام پڑ جانے کی وجہ سے وہاں گہری تاریکی نظر آ رہی تھی۔ پھر لانچ جیسے ہی کنارے پر جا کر لگی۔ عمران نے ایمری سے مصافحہ کیا اور پھر جھنڈا لے کر وہ ساحل پر اتر آیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر، جوزف اور جوانا بھی ساحل پر اتر آئے اور لانچ تیزی سے پیچھے ہٹی اور مڑ کر واپس جاتی دکھائی دی۔ واپسی پر اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔

"سامنے جنگل میں انسان موجود ہیں باس"....... جوزف نے ساحل پر اترتے ہی ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔

"سنو قبیلے والو۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے سردار سے ملواؤ"....... عمران نے اونچی آواز میں چیخ کر کہا تو جھاڑیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر پانچ لمبے تڑنگے افراد جنہوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے نکل کر سامنے آگئے۔ ان کے آگے ایک قدرے بھاری جسم کا آدمی تھا جس نے براؤن رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے ماتھے پر سیاہ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی جس میں سیاہ رنگ کا ایک پر تاج کی صورت میں ٹنگا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی سردار تاگوئی ہے۔ اس نیم وحشی قبیلے کا سردار۔ کیونکہ اس کے خدوخال میں اپنے باپ لوگر کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میں سردار تاگوئی ہوں۔ کون ہو تم اور کیوں آئے ہو"۔ اس سردار نے چیخ کر کہا۔

"ہم یہاں کسی کو نقصان پہنچانے نہیں آئے اور سردار تاگوئی اگر تم نے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں تمہارے قبیلے

والوں کو بتادوں گا کہ تم نے دلدل سے کوشو کو مچھلی ہاتھ سے پکڑنے کی بجائے قبیلے کو دھوکہ دیتے ہوئے سفید گینجے کی مدد سے پکڑی تھی اور تم جانتے ہو کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا"...... عمران نے مچھلی اور گینجے والی بات ایکریمین زبان کی بجائے گریٹ لینڈ کی زبان میں کی تھی کیونکہ اسے لوگر نے بتایا تھا کہ اس کا بیٹا ہر زبان بہت اچھی طرح جانتا ہے اور وہ کچھ عرصہ گریٹ لینڈ میں بھی رہ چکا ہے۔

"تم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔ سب کو معلوم ہے کہ میں نے مچھلی کس طرح پکڑی تھی اور مسئلہ صرف مچھلی پکڑنے کا تھا"...... سردار تاگوئی نے گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"سوچ لو۔ ہم بہرحال نہ ہی یہاں کسی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور نہ ہی تمہیں سرداری سے ہٹانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم صرف تم سے چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے ہم سے تعاون نہ کیا تو جزیرے کا یہ حصہ اچانک مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ہمارے غوطہ خور ہمارے یہاں آنے سے پہلے انتہائی تباہ کن بم لگا چکے ہیں۔ مجھے صرف ایک بٹن دبانا پڑے گا"۔ عمران نے گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ مت بولو۔ یہاں کوئی نہیں آیا۔ ہم یہاں مسلسل پہرہ دے رہے ہیں۔ ہمیں تمہاری آمد کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا گیا ہے اور تم نے جو مچھلی والی بات کی ہے اس سے یہ بات کنفرم ہو گئی ہے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

کہ تم میرے باپ سے ملاقات کر چکے ہو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیا جائے ورنہ ہمارا پورا قبیلہ تباہ و برباد ہو سکتا ہے"...... سردار تاگوئی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ یہاں ایسے کوئی انتظامات نہیں ہیں کہ تمہارے آقاؤں کو یہاں کے بارے میں معلوم ہو سکے۔ ہم صرف تم سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بدلے میں تمہارے بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گے اور تم اسی طرح سردار بنے رہو گے۔ ورنہ اگر میں نے ایک بار ایکریمین زبان میں یہ بات کر دی تو تمہارا پورا قبیلہ تمہارے خلاف ہو جائے گا اور تمہیں دوبارہ ہاتھ سے مچھلی پکڑنا پڑے گی اور مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ البتہ میں بڑی آسانی سے یہ کام کر سکتا ہوں اور پھر میں تمہاری جگہ قبیلے کا سردار بن جاؤں گا اور تمہارا کیا انجام ہو گا۔ یہ بات تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو"...... عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"تم، تم دراصل چاہتے کیا ہو۔ کھل کر بات کرو"...... اس بار سردار تاگوئی کے لہجے میں ہلکی سی کپکپاہٹ نمایاں تھی اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اندر سے خوفزدہ ہو گیا ہے۔

"ہم تمہارے ساتھ تمہاری جھونپڑی میں جائیں گے۔ رات وہیں رہیں گے۔ تم سے باتیں کریں گے اور صبح کو لانچ آ کر ہمیں لے جائے گی۔ بس"...... عمران نے کہا۔

"سوری، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں فوری ہلاک کر دیا جائے۔

اس لئے ہم ایسا کرے رہیں گے۔ فائر"...... سردار تاگوئی نے بات کرتے کرتے یکلخت چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی ہی تھی کہ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی سردار کے پیچھے موجود چاروں آدمی چیختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ یہ فائرنگ جوزف اور جوانا نے کی تھی جن کے ہاتھ پہلے سے ان کی جیبوں میں موجود مشین پسٹلز پر جمے ہوئے تھے۔

"تم، تم نے یہ کیا کیا۔ تم نے......" سردار تاگوئی نے ایک لحاظ سے ناچتے ہوئے کہا۔

تم بھی ان کے ساتھ ہی ختم ہو سکتے تھے سردار۔ لیکن "۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ اب کیا ہوگا۔ میری موجودگی میں چار آدمیوں کی ہلاکت۔ قبیلے والے تو میرے خلاف ہو جائیں گے"...... سردار تاگوئی نے ایک لحاظ سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دو"...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر چند لمحوں بعد چاروں لاشیں سمندر میں اچھال دی گئیں جبکہ ان کی مشین گنیں اب جوزف اور جوانا کے ہاتھوں میں تھیں۔

"یہ گنیں مجھے دے دو۔ اگر یہ تمہارے ہاتھوں میں ہوئیں تو قبیلے والوں کو شک پڑ جائے گا"...... سردار تاگوئی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"ان گنوں کو بھی سمندر میں پھینک دو"...... عمران نے جوزف اور جوانا سے کہا تو اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"اب تمہارے قبیلے والوں کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ تمہارے چار ساتھی تمہاری موجودگی میں ہلاک ہوئے ہیں۔ اس لئے اب بتاؤ کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم لوگ تو میری توقع سے زیادہ چالاک اور تیز ہو۔ لیکن میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ یہاں جزیرے پر مغرب سے صبح تک کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی البتہ میں اپنے خصوصی اختیار کی بنا پر صبح سے مغرب تک کسی کو بھی پناہ دے سکتا ہوں"...... سردار تاگوئی نے کہا۔

"تو تم سے یہیں مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ آؤ ادھر درختوں کے جھنڈ میں بیٹھتے ہیں"...... عمران نے کہا اور سردار تاگوئی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اور سردار تاگوئی درختوں کے جھنڈ میں گھاس پر بیٹھ گئے جبکہ عمران کے ساتھی ادھر ادھر درختوں کی اوٹ میں ہو کر نگرانی کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"پہلی بات تو یہ سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی کی تو اس کا نتیجہ بھی تم خود ہی بھگتو گے۔ میرے اندر قدرتی خاصیت ہے کہ میں دوسرے کے بولتے ہی فوراً سمجھ جاتا ہوں کہ وہ غلط کہہ رہا ہے یا درست"۔ عمران نے کہا۔

"تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں درست جواب دوں گا۔ تم

میرے بس سے باہر ہو۔ تم نے جس طرح مجھے مچھلی پکڑنے کے بارے میں دھمکی دی ہے اور جس طرح میرے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا ہوں کہ میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"۔ سردار تاگوئی نے کہا۔

"گریٹ مین سے تمہارا رابطہ کیسے رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"فون کے ذریعے۔ میری جھونپڑی میں سیٹلائٹ فون ہے"۔ سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب سوچ کر یہ بتاؤ کہ کیا یہاں جزیرے پر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں کسی اغواشدہ آدمی کو رکھا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں، نہ یہاں ہے اور نہ ہی شمالی حصے کی طرف۔ درمیان میں ایک قدرتی پہاڑی ہے۔ اس کے نیچے چند کمرے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں بھی صرف آلات اور مشینری ہے اور کچھ نہیں۔ وہاں کوئی آدمی نہیں رہتا"...... سردار تاگوئی نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"لیکن تم اپنے باپ کو ہر ماہ منشیات کی خاصی مقدار دیتے ہو۔ جسے وہ وہاں فروخت کر کے گزارہ کرتا ہے۔ یہ منشیات کہاں سے آتی ہے"...... عمران نے کہا تو سردار تاگوئی نے ایک طویل سانس لیا۔

"میرا باپ شراب کا عادی ہے اور جوا بھی کھیلتا ہے۔ اس لئے اسے ہر وقت رقم کی ضرورت رہتی ہے۔ اس لئے میں اسے منشیات دے دیتا

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ہوں تاکہ اس کا گزارہ چلتا رہے۔ ویسے منشیات کے بڑے بڑے سٹور تو شمالی حصے میں ہیں۔ ادھر نہیں ہیں"...... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم وہاں جاتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں، وہاں صرف وہ لوگ جا سکتے ہیں جن کے پاس خصوصی آلات ہوتے ہیں۔ ان آلات کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں ہوتا ورنہ تو وہاں جانے والا دوسرے قدم پر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ میں منشیات ایک ایسے سٹور سے حاصل کرتا ہوں جو مغربی حصے کی سرحد پر ہے۔ میں نے وہاں ایک خفیہ راستہ بنایا ہوا ہے اور میں صرف اس قدر منشیات لیتا ہوں جو میں اپنے باپ کو دے سکوں ورنہ یہاں منشیات تو ہمارے کسی کام کی نہیں ہے"...... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کبھی راتھ جزیرے پر گئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں، مجھے صدیوں کے رواج کے مطابق اس جزیرے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے"...... سردار تاگوئی نے جواب دیا۔

"گریٹ مین کہاں رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"راتھ میں"...... سردار نے مختصر سا جواب دیا۔

"کیا تم نے کبھی اس سے ملاقات کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں، دو تین بار وہ ہمارے قبیلے میں آیا ہے۔ اسے یہاں کی ایک لڑکی بھی پسند آ گئی تھی۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا"...... سردار

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے حلیئے اور قد و قامت کی تفصیل بتا دو"...... عمران نے کہا تو سردار نے تفصیل بتا دی۔

"اوکے، اب تم ہمیں اپنی جھونپڑی میں لے چلو۔ ہم رات وہیں گزاریں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر آقا تک بات پہنچ گئی تو"...... سردار نے گھبرا کر کہا۔

"تمہارے ساتھیوں میں سے ایسا کوئی نہیں ہو سکتا جو اطلاع دے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے پاس بھی ٹرانسمیٹر ہوتا اور ٹرانسمیٹر کا علم بہرحال ہو ہی جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو سردار نے ایک طویل سانس لیا۔

"تم واقعی حیرت انگیز ذہانت کے مالک ہو۔ آؤ"...... سردار نے کہا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لیا۔ پھر وہ سب سردار کی رہنمائی میں گھنے جنگل میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ عمران نے جوزف کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کر دیا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ یہ سردار کسی بھی دلدل میں انہیں پھنسا سکتا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ جوزف کی ہوشیاری سے ایسا نہیں ہو سکے گا۔ سردار کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی چل رہے تھے۔ جوزف واقعی بے حد چوکنا اور محتاط نظر آ رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گھنے جنگل کے اندر ایک خالی قطعہ میں پہنچ گئے۔ یہاں ہر طرف جھونپڑیاں موجود تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی جھونپڑی تھی جس پر سرخ رنگ کا ایک بڑا سا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"یہ اجنبی کون ہیں"...... اچانک دو لمبے تڑنگے آدمیوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر کہا۔

"آقا کے مہمان ہیں"...... سردار نے تڑخ کر جواب دیا۔

"اوہ اچھا"...... وہ دونوں سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گئے اور وہ سب اس خالی قطعے میں داخل ہو گئے۔ وہاں بے شمار عورتیں اور مرد موجود تھے اور عمران نے دیکھا کہ واقعی اس قبیلے کی عورتیں ایسے قبیلوں کی عورتوں کی نسبت زیادہ حسین تھیں۔ سردار انہیں اس بڑی جھونپڑی میں لے آیا۔ چار خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں وہاں موجود تھیں۔ شاید یہ اس کی موجودہ بیویاں تھیں۔

"آقا کے مہمانوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرو"...... سردار نے ان لڑکیوں سے کہا۔

"ہم صرف پھل کھائیں گے اور سادہ پانی پئیں گے۔ پکی ہوئی کوئی چیز نہیں کھائیں گے"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ سردار کو اس کی بات پر حجت کرنے کا حوصلہ بھی نہ ہوا اور اس نے پھل اور پانی لانے کا حکم دے دیا۔

"تمہیں گریٹ مین نے کیا حکم دیا تھا"...... عمران نے پوچھا تو سردار نے تفصیل بتا دی۔

"اس کا کیا نمبر ہے"...... عمران نے پوچھا تو سردار نے نمبر بتا دیا اور پھر عمران کے کہنے پر اس نے ایک الماری میں سے ایک سیٹلائٹ فون پیس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"تم نے اس فون پر آقا کو کال کی تو سارا قبیلہ مارا جائے گا"۔ سردار نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ ٹائیگر تم جھونپڑی کا دروازہ بند کر دو اور وہیں ٹھہرو۔ میری گفتگو کے دوران کوئی اندر نہ آئے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور جھونپڑی کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"اب تم خود ہی اپنا منہ بند رکھو گے یا میرا کوئی ساتھی تمہارے منہ پر ہاتھ رکھ دے"...... عمران نے سردار سے کہا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... سردار نے حیران ہو کر کہا۔

"جوزف، اس کا خیال رکھنا"...... عمران نے سردار کے پاس کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران نے فون کو آن کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیڈ کوارٹر"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سردار تاگوئی بول رہا ہوں۔ آقا سے بات کراؤ"...... عمران نے سردار تاگوئی کی آواز اور لہجے میں کہا تو سردار تاگوئی کا شاید حیرت کی شدت سے منہ کھلنے ہی لگا تھا کہ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اچھا، میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، گریٹ مین بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"آقا، میں سردار تاگوئی بول رہا ہوں۔ چار آدمی جن میں دو وحشی تھے ایک بڑی سی لانچ پر یہاں جزیرے پر آئے تھے لیکن وہ جیسے ہی لانچ کو کنارے پر باندھ کر ساحل پر آئے۔ میں نے ان پر فائرنگ کرا دی لیکن آقا وہ بے حد تیز اور چالاک لوگ تھے۔ ان میں سے ایک تو مر گیا لیکن باقیوں نے بھی فائر کھول دیا لیکن ہم درختوں کی اوٹ میں تھے جبکہ وہ کھلی جگہ پر تھے۔ اس کے باوجود ہمارے چار آدمی ہلاک ہو گئے جبکہ وہ چاروں بھی آخر کار ہلاک ہو گئے۔ اب ان چاروں کی لاشیں ساحل پر پڑی ہوئی ہیں اور ان کی لانچ بھی موجود ہے۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے"...... عمران نے بڑے انکسارانہ اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں ڈال دو اور لانچ کو بھی تباہ کر دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جو حکم آقا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھہرو۔ ان کی پہچان ضروری ہے۔ میں ایک لانچ بھیجتا ہوں اس پر میرا خاص آدمی ہارڈی ہو گا۔ چاروں لاشیں اس کی لانچ میں ڈلوا دینا اور وہ دوسری لانچ بھی ہک کر کے ساتھ لے آئے گا"...... گریٹ مین نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا۔ ہارڈی کس وقت پہنچے گا تاکہ ہم ساحل پر اس کا استقبال کریں"...... عمران نے کہا۔

"راتھ سے وہاں تک جانے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ وہ آدھے گھنٹے میں پہنچ جائے گا"...... دوسری طرف سے سخت اور جھاڑ دینے والے لہجے

میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا اور اسی لمحے جوزف نے بھی سردار تاگوئی کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"اب دروازہ کھول دو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے دروازہ کھول دیا۔

"یہ، یہ تم نے کیسے کر لیا۔ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا"۔ حیرت کی شدت سے بت کی طرح بیٹھے ہوئے سردار نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ معمولی باتیں ہی سردار"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے دو لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ انہوں نے دو بڑی بڑی لیکن گہری تھالیوں میں سرخ اور زرد رنگ کے ملتے جلتے پھل رکھے ہوئے تھے۔ عمران نے ان کے نام پوچھے۔

"یہ ساتھ اٹھا کر لے چلو۔ ہم وہیں کھائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہارڈی پہنچ جائے اور ہم یہاں بیٹھے پھل ہی کھاتے رہ جائیں"۔ عمران نے کہا تو اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور وہ پھل جیبوں اور بیگوں میں بھر کر وہ سب ایک بار پھر جھونپڑیوں کی اس بستی سے نکل کر دوبارہ اسی راستے پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے۔

"اب کیا کرنا ہے یہاں لاشیں تو موجود نہیں ہیں"...... سردار نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"تم نے ہارڈی کو ساحل پر بلانا ہے اور اسے کہنا ہے کہ تمہارے آدمی لاشیں اٹھا کر بستی میں لے گئے ہیں اور تم نے انہیں واپس لانے کا کہہ دیا ہے۔ وہ ابھی لاشیں لے کر یہاں پہنچ رہے ہیں۔ ہم ادھر درختوں کے جھنڈ میں رہیں گے۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن جب تم وہاں پہنچو گے تو آقا سمجھ جائے گا کہ میں نے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ پھر"...... سردار نے کہا۔

"تمہارے آقا کو تم تک پہنچنے ہی نہ دیا جائے گا۔ تم بے فکر رہو"...... عمران نے اس کے کاندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور سردار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اسے ساحل پر چھوڑ کر اپنے ساتھیوں سمیت درختوں کے جھنڈ میں آ گیا۔

"اس ہارڈی کو ہم نے زندہ پکڑنا ہے تاکہ راتھ کے بارے میں اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی جا سکیں"...... عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف تیزی سے گھوم کر دوسری طرف جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جگہ اس جگہ سے قریب تھی جہاں سردار کھڑا تھا۔

"اس سردار کا بھی کچھ ہونا چاہئے باس۔ ورنہ اس نے ہمارے جاتے ہی فون پر اطلاع دے دینی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اس لئے میں فون ہی جیب میں ڈال لایا ہوں لیکن اس کے باوجود اس کی لاش ہم ساتھ لے جائیں گے تاکہ جب

تک اس کی تلاش ہو۔ ہم راٹھ پہنچ کر حالات کو کنٹرول کر سکیں۔ ورنہ یہ لوگ شاید تیر کر بھی راٹھ پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمارا یہاں آنا بے کار ہی گیا ہے ماسٹر"...... اچانک پاس کھڑے جوانا نے کہا۔

"وہ کیوں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمیں بہرحال جانا تو دوسرے جزیرے پر ہی پڑے گا"...... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ماسٹر جوانا۔ لوگوں کی گردنیں توڑنا اور بات ہوتی ہے اور ذہانت سے آگے بڑھنا اور بات ہوتی ہے۔ مجھے بھی معلوم تھا کہ اصل معاملات راٹھ میں ہی ہوں گے لیکن اگر ہم براہ راست لانچ لے کر راٹھ پہنچ جاتے تو ہمیں سمندر میں ہی ہلاک کر دیا جاتا۔ اب ہارڈی ہمیں خود وہاں لے جائے گا۔ کیا تمہیں یہ فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ عمران نے کہا تو جوانا کے چہرے پر یکلخت شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ماسٹر آپ واقعی ماسٹر ہیں۔ آپ کا ذہن جس انداز میں کام کرتا ہے شاید شطرنج کے بڑے بڑے ماہرین بھی اس ذہانت کا مظاہرہ نہ کر سکیں گے۔ یوں لگتا ہے جیسے مستقبل آپ کے سامنے ہوتا ہے اور آپ اسے مدنظر رکھ کر قدم آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"یہ بات نہیں ہے۔ تمام امکانات کو سامنے رکھ کر قدم بڑھائے جاتے ہیں جس طرح چوراہے پر پہنچ کر آدمی اس طرف کو مڑ جاتا ہے جدھر اس کی منزل ہوتی ہے۔ باقی تینوں راستے چھوڑ دیتا ہے اس طرح ہمارے بھی راستے میں قدم قدم پر چوراہے ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے لانچ نظر آنے لگ گئی۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے ساحل کی طرف آ رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اونچی جھاڑیوں کی اوٹ لینے کے لئے نیچے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد لانچ کنارے پر آ کر رک گئی۔ لانچ سے ایک لمبا تڑنگا آدمی اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے لانچ کو ہک کیا اور پھر سامنے کھڑے سردار تاگوں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔

"وہ پہلی لانچ کہاں ہے سردار جسے میں نے ساتھ لے جانا ہے"۔ ہارڈی نے سردار کے قریب آ کر کہا۔

"وہ ادھر دوسری طرف ہے"...... سردار نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ہارڈی کوئی اور بات کرتا اچانک جوزف نے قریب ہی موجود جھاڑیوں کے پیچھے سے کسی چیتے کی طرح جمپ لگائی۔ ہارڈی کی اس طرف پشت تھی۔ ویسے بھی جوزف کی چھلانگ اس قدر تیز تھی کہ جب تک اس نے ہارڈی کو چھاپ نہیں لیا اسے ذرا برابر بھی احساس نہیں ہوا تھا اور چند لمحوں بعد ہی ہارڈی زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ سردار تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا تھا۔ اس کے چہرے پر خوف نمایاں

تھا۔ اسی لمحے جوانا جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلا اور دوسرے لمحے سردار کے منہ سے اوغ کی پھنسی پھنسی سی آواز نکلی اور ایک لمحے کے لئے اس کا جسم تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ جوانا کے ہاتھوں اپنی گردن تڑوا چکا تھا۔

"اس کی لاش اٹھا کر لانچ میں ڈالو اور جوزف تم اس ہارڈی کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم نے فوری یہاں سے جانا ہے ورنہ قبیلے کا کوئی آدمی آ گیا تو مسئلہ بن سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب بے ہوش ہارڈی اور سردار کی لاش سمیت اس لانچ میں پہنچ چکے تھے جو ہارڈی لے آیا تھا۔ یہ لانچ بھی بڑی اور جدید تھی۔ ٹائیگر نے لانچ کا انجن سٹارٹ کیا جبکہ وہ اس کا ہک پہلے ہی کھول چکا تھا۔ اس لئے لانچ تیزی سے پیچھے ہٹنے لگی۔

"ہارڈی کو نیچے کیبن میں لے آؤ اور ٹائیگر تم نے لانچ کو اتنے فاصلے پر سمندر میں رکھنا ہے کہ نہ وہ راتھ سے نظر آئے اور نہ ہی اس جزیرے سے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہارڈی کو نیچے کیبن میں ایک کرسی پر بٹھا کر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا گیا تھا۔ رسی انہیں وہیں کیبن سے ہی مل گئی تھی۔

"تم اس کی تلاشی لو۔ میں لانچ کی تلاشی لیتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس میں کون کون سے آلات نصب ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ کیبن سے نکل کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر عرشے پر آ گیا تاکہ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

انجن کے ساتھ منسلک سوئچ بورڈ کو دیکھ کر معلوم کر سکے کہ لانچ میں کس طرح کے آلات نصب ہیں کیونکہ لامحالہ ان سب کا آپریٹنگ سسٹم پائلٹ کے پاس ہی ہو سکتا تھا۔ اچھی طرح چیکنگ کے بعد وہ واپس کیبن میں پہنچا تو ہارڈی کی گردن بدستور ڈھلکی ہوئی تھی۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جوزف نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے ہارڈی کی ناک اور منہ بند کر دیا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا سر تھام رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹایا اور عمران کی کرسی کی پشت پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ جوانا پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ لانچ اب کھلے سمندر میں پہنچ کر ساکت ہو گئی تھی۔ البتہ اٹھتی گرتی لہروں کی وجہ سے وہ ہچکولے ضرور لے رہی تھی۔ ہارڈی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اب وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران اور عقب میں کھڑے ہوئے جوانا اور جوزف کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی انہونی اسے نظر آنے لگ گئی ہو۔

"تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ تم زندہ ہو۔ تم، تم کون ہو"...... ہارڈی نے رک رک کر اور انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام ہارڈی ہے اور تم داجل جزیرے سے چار لاشوں کو

جزیرہ راالتھ پہنچانے کے لئے آئے تھے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں، مگر یہ سب کیا ہے۔ وہ سردار۔ یہ سب کیا ہے"...... ہارڈی کے ذہن پر چھائی ہوئی حیرت کی تہہ اس قدر گہری تھی کہ وہ ابھی تک حیرت بھرے لہجے میں ہی بول رہا تھا۔

"سردار کی لاش یہاں اس کیبن میں موجود ہے۔ تم دائیں طرف دیکھو۔ تمہیں نظر آجائے گی"...... عمران نے بڑے ٹھنڈے سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ہارڈی کے بے اختیار ہونٹ بھینچ گئے۔ اس کی نظریں سردار کی لاش پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا سردار نے غلط بیانی کی تھی۔ مگر کیوں"...... ہارڈی نے کہا۔

"سردار بھی اسی طرح مجبور تھا جس طرح تم ہو اور اب چونکہ تم حیرت کے گرداب سے باہر آگئے ہو اس لئے اب میرے سوالوں کے جواب دو"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ تم بے شک مجھے ہلاک کر دو"...... یکلخت ہارڈی نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

"جوزف تمہارے پاس خنجر ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی ایک مخصوص جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ جوزف کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ ایک تیز دھار خنجر اپنے پاس رکھتا تھا۔ عمران خنجر لے کر کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک ہاتھ سے پلاسٹک کی کرسی اٹھا کر ہارڈی کی کرسی کے

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

قریب رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔ ہارڈی کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور ہارڈی کا نتھنا جڑ سے زیادہ کٹ گیا تھا۔ ابھی اس کی چیخ کیبن میں گونج رہی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آیا اور کیبن ایک اور وحشت ناک چیخ سے گونج اٹھا۔ ہارڈی کا دوسرا نتھنا بھی کٹ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب تم خود بخود سب کچھ بتا دو گے ہارڈی۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کا دستہ ہارڈی کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مار دیا اور اس بار ہارڈی کا جسم اس بری طرح سے تڑپا کہ عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے ابھی اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں ٹوٹ جائیں گی۔ ساتھ ہی کمرہ گھٹی گھٹی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گو ہارڈی اپنے طور پر حلق کے بل چیختا تھا لیکن تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس کی چیخ اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔ اس کا جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے تیز جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا تھا اور آنکھیں ابل کر قدرے باہر کو نکل آئی تھیں۔ چہرہ پسینے سے تر تھا۔

"بولو، کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہارڈی۔ ہارڈی"...... ہارڈی کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے اندر کسی فیکٹری میں بن کر باقاعدہ لڑھکتے ہوئے باہر آ رہے

ہوں۔

"کیا کام کرتے ہو"....... عمران نے پوچھا۔

"میں زیرو فائیو کا انچارج ہوں"....... ہارڈی نے کہا تو عمران چونک پڑا اور پھر اس نے زیرو فائیو کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ ہارڈی اب اس طرح جواب دے رہا تھا کہ جیسے اس کا ذہن عمران کے کنٹرول میں آگیا ہو۔ عمران اس سے مسلسل سوال کرتا رہا۔ اس نے راٹا جزیرے کے حفاظتی انتظامات سے لے کر جزیرے کے اندر انڈر گراؤنڈ نقشے، وہاں موجود آدمیوں کی تعداد اور گریٹ مین کے بارے میں بھی سب باتیں معلوم کر لیں۔ ہارڈی کا زیرو فائیو کا مطلب لانچوں کا ایک خفیہ گھاٹ تھا جو جزیرے کے اندر تک چلا جاتا تھا اور ہارڈی نے اسے بتایا تھا کہ گریٹ مین نے اسے لاشیں وہیں زیرو فائیو میں رکھنے کا کہا تھا۔ وہ صبح آکر انہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ جب عمران نے محسوس کیا کہ اب ہارڈی اسے مزید کچھ نہیں بتا سکتا تو وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اسے ہلاک کر کے اس کی لاش اور سردار کی لاش دونوں کو لوہے کے بھاری ٹکڑے سے باندھ کر سمندر میں ڈال دو"....... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھتا ہوا عرشے کی طرف بڑھ گیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

گریٹ مین ٹی وی پر آنے والی ایک فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ یہ فلم اس نے ڈی وی ڈی کے ذریعے لگائی تھی اور یہ اس کی پسندیدہ فلم تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اب کیا ہو گیا ہے"....... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ٹی وی کی آواز پہلے ہی کم تھی کیونکہ وہ ہلکی آواز کا عادی تھا۔ تیز آواز سے اسے ویسے ہی نفرت تھی۔

"یس"....... اس نے قدرے سخت اور ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"مارک بول رہا ہوں باس۔ ہارڈی کی طرف سے ریڈ کاشن آنا شروع ہو گیا ہے"....... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ ہارڈی کی طرف سے ریڈ کاشن۔ کیا مطلب"....... گریٹ مین نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"ابھی چند لمحے پہلے کاشن آنا شروع ہوا ہے اور مسلسل آ رہا ہے"...... دوسری طرف سے مارک نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے مگر کس نے۔ کیا سردار نے ایسا کیا ہو گا"...... گریٹ مین نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سردار ایسا آدمی تو نہیں ہے باس۔ آج تک اس کی طرف سے کوئی شکایت تو نہیں آئی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں کرتا ہوں سردار سے بات"...... گریٹ مین نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آف کیا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سردار تاگوئی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سردار تاگوئی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ہارڈی کہاں ہے"...... گریٹ مین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"وہ تو لاشیں لے کر چلا گیا ہے آقا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ سردار کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا تاثر موجود تھا۔

"کب گیا ہے"...... گریٹ مین نے پوچھا۔

"نصف گھنٹہ تو ہو چکا ہو گا"...... سردار نے جواب دیا۔

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

"یہ وہ اکیلا آیا تھا"...... گریٹ مین نے پوچھا۔

"ہاں آقا۔ وہ اکیلا آیا تھا"...... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... گریٹ مین نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود کلامی کے انداز میں بول رہا ہو۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں آقا"...... سردار نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو گریٹ مین نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس، ہارڈی کی لانچ خاصی تیز رفتاری سے گھاٹ کی طرف آ رہی ہے"...... دوسری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب۔ کیا ریڈ کاشن غلط ہے"...... گریٹ مین نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا باس"...... دوسری طرف سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اچھا، میں ہارڈی سے بات کرتا ہوں"...... گریٹ مین نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس نے اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ گریٹ مین کالنگ یو۔ اوور"....... گریٹ مین نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ہارڈی اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"....... چند لمحوں بعد ہارڈی کی آواز سنائی دی تو گریٹ مین بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ہارڈی کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔

"تمہارے بارے میں تو یہاں ریڈ کاشن مسلسل آ رہا ہے اور تم زندہ بھی ہو۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اوور"....... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"باس، مارک کی مشینری میں ضرور کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ میں تو زندہ سلامت ہوں۔ اوور"....... دوسری طرف سے ہارڈی نے کہا۔

"لاشیں لے آئے ہو۔ اوور"....... گریٹ مین نے پوچھا۔

"یس باس۔ اوور"....... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں زیرو فائیو میں ہی رکھو۔ میں کسی بھی وقت آ کر دیکھ لوں گا۔ اوور اینڈ آل"....... گریٹ مین نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مارک بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔

"میں نے سردار اور ہارڈی دونوں سے بات کی ہے۔ ہارڈی زندہ

http://imranseriesbymazharkaleem.wordpress.com/

ہے اس کا کہنا ہے کہ مارک کی مشینری میں کوئی خرابی ہو گی۔ اس کے اس طرح کہنے سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ تم اپنی مشینری کو بھی چیک کراؤ اور ساتھ ہی آئندہ مجھے کوئی رپورٹ دینے سے پہلے مشینری چیک کر لیا کرو۔ ورنہ تمہارا ریڈ کاشن بھی دیا جا سکتا ہے"....... گریٹ مین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے کام کرتے ہوئے اور ابھی تک مشینری چیک کرنا نہیں آیا۔ زندہ آدمی کو خواہ مخواہ مردہ قرار دے دیا۔ نانسنس"....... گریٹ مین نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی دوبارہ آن کر دیا اور ایک بار پھر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مگن ہو گیا۔